دار العلوم دیوبند کے پندرہ سالہ پرچۂ سوالات کا بہترین حل

الکلام النہائی

لحل أسئلة

سنن النسائی

پسند فرمودہ

حضرت مولانا شیخ عبد الحق صاحب اعظمی
سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا حسین الدین صاحب قاسمی
مہتمم جامعہ انوار الصفہ شہر بجنور یوپی

مرتب

(مفتی) ولی اللہ اختر القاسمی (بجنوری)
خادم الحدیث والفقہ معہد عائشۃ الصدیقہ قاسم العلوم دیوبند

دار الکتاب دیوبند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تفصیلات

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ....:	الکلام النبهائی لحل اسامة سنن النسائی
مرتب ....:	(مفتی) ولی اللہ اختر القاسمی (بجنوری)
طبع اوّل ....:	۱۴۳۸ھ/۲۰۱۷ء
صفحات ....:	۱۲۸
کمپیوٹر کتابت ....:	اختر کمپیوٹرس دیوبند
مطبع ....:	یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند
باہتمام ....:	واصف حسین: مالک دارالکتاب دیوبند

ناشر

دارالکتاب دیوبند

DARUL KITAB
DEOBAND-U.P.247554

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿حسنِ ترتیب﴾

انتساب	۱۷
عرض مرتب	۱۸
قلبی تاثرات: والدِ محترم حضرت مولانا حسین الدین صاحب قاسمی دامت برکاتہم	۱۹
دعائیہ کلمات: حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی دامت برکاتہم	۲۰
تقریظ: حضرت مولانا مفتی احسان صاحب دیوبندی دامت برکاتہم	۲۱
کلمات تشجیع حضرت مولانا محمد سالم اشرف صاحب قاسمی دامت برکاتہم	۲۲
مقدمہ	۲۴
حدیث کی لغوی تعریف	۲۴
حدیث کی اصطلاحی تعریف	۲۴
علم حدیث کا موضوع	۲۴
علم حدیث کی غرض وغایت	۲۴
صاحب کتاب حضرت امام نسائی شریف کی مختصر سوانح حیات	۲۵
سوال نمبر (۱)	۲۶
صحاح ستہ میں نسائی شریف کا کیا درجہ ہے	۲۶
نسائی شریف کی خصوصیات:	۲۷
حضرت امام نسائی کے مختصر حالات:	۲۷
سوال نمبر (۲)	۲۸
ترجمۃ الحدیث	۲۹

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

امام نسائی نے یہاں باب کیوں قائم کیا ہے:	۲۹
کسی کام کی درخواست پیش کرنے والے کو کام سپرد کرنا کیسا ہے؟	۲۹
سوال نمبر (۳)	۳۰
ترجمۃ الحدیث	۳۰
فطرت کے معنی	۳۱
حدیث شریف میں مذکور پانچوں احکام کی وضاحت:	۳۱
احکام مذکور میں کتنے دن توقف کی گنجائش ہے؟	۳۳
سوال نمبر (۴)	۳۴
مذکورہ روایت سے حضرت امام نسائی کے مدعاء کا ثبوت:	۳۴
مسواک کا تعلق وضوء سے ہے یا نماز سے، أئمہ کے اقوال کی تفصیل:	۳۴
سوال نمبر (۵)	۳۵
ترجمۃ الحدیث	۳۶
باب احفاء الشارب کا کتاب الطہارت سے کیا تعلق ہے؟	۳۶
احفاء شارب اور اعفاء لحیہ کا کیا حکم ہے؟	۳۶
مونچھوں کو کم کرنے کا اور داڑھی کے بڑھانے کی کیا مقدار ہے؟	۳۶
نوٹ	۳۷
احفاء کے لغوی معنی کیا ہیں اور قص اور احفاء میں کیا فرق ہے؟	۳۷
احفاء اور قص میں سے کس کو ترجیح ہے؟	۳۷
سوال نمبر (۶)	۳۸
ترجمۃ الحدیث	۳۸
استنجاء کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل:	۳۸

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب اول	۳۸
نوٹ	۳۹
مذہب دوم	۳۹
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۳۹
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۴۰
مذکورہ فی السوال حدیث کس مسلک کی تائید کررہی ہے	۴۰
کیا مشرق ومغرب کی جانب رخ کرنے کا یہ حکم عام ہے	۴۱
سوال (۷)	۴۱
ترجمۃ الحدیث	۴۱
استنجاء کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار میں ائمہ کے مذاہب اور دلائل	۴۲
احناف کی جانب سے مذکورہ حدیث کا جواب	۴۲
سوال نمبر (۸)	۴۳
ترجمۃ الحدیث	۴۳
کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا شرعی حکم	۴۴
دونوں حدیثوں کے درمیان دفع تعارض	۴۴
سوال (۹)	۴۵
ترجمۃ الحدیث	۴۵
مطلب الحدیث	۴۵
قبروں پر کھجور کی شاخ لگانے کی مصلحت	۴۶
اہل بدعت حضور علیہ السلام کے اس عمل سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں	۴۶
سوال (۱۰)	۴۷

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ترجمۃ الحدیث	۴۸
حضرت سلمانؓ کے جواب سے استہزا کرنے والے کا رد کیسے ہوا	۴۸
قبلہ کے استقبال واستدبار میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۴۹
مذکورہ مسئلہ میں احناف کے مسلک کی وجوہ ترجیح	۴۹
تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنے میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۵۰
مذہب اول	۵۰
مذہب دوم	۵۰
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۵۰
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۵۱
سوال (۱۱)	۵۲
حدیث سے ترجمۃ الباب کا ثبوت	۵۲
استنجاء بالاحجار کی تعداد میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۵۲
سوال (۱۲)	۵۲
ترجمۃ الحدیث	۵۳
لاتزرموہ کے وہ معنی جو امام نسائیؒ نے بیان کئے ہیں	۵۳
ترجمۃ الباب کا مقصد اور حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت	۵۳
ناپاک زمین پاک کرنے میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۵۴
مذہب اول	۵۴
مذہب دوم	۵۵
حدیث باب کس کا مستدل ہے	۵۵
سوال (۱۳)	۵۶

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ترجمۃ الحدیث	۵۶
توقیت کے مرادی معنی	۵۶
نجاست کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں	۵۷
مذہب اول	۵۷
مذہب دوم	۵۸
مذہب سوم	۵۸
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۵۸
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۵۹
مذہب سوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۵۹
مذکورہ فی السوال حدیث کی تشفی بخش توجیہ	۶۰
سوال نمبر (۱۴)	۶۰
ترجمۃ الحدیث	۶۱
مطلب الحدیث	۶۱
بلی کو طواف کہنے کی وجہ	۶۲
سورہرہ کے متعلق ائمہ کے مذاہب اور دلائل	۶۲
مذہب اول	۶۲
مذہب دوم	۶۲
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۶۲
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۶۳
سورہرّہ کی کراہت کے کون لوگ قائل ہیں؟	۶۳
سوال (۱۵)	۶۴

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ترجمۃ الحدیث	۶۴
سورحمار کے متعلق فقہاء کے مذاہب	۶۵
مذہب اول	۶۵
مذہب دوم	۶۵
سورحمار کے مشکوک ہونے کی دلیل	۶۵
سوال (۱۶)	۶۵
ترجمۃ الحدیث	۶۶
اس روایت سے استدلال کا طریقہ	۶۶
وضوء کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کے متعلق أئمہ کے مذاہب	۶۶
مذہب اول	۶۶
مذہب دوم	۶۷
:مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۶۷
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۶۸
مذکورہ فی السوال حدیث کا جواب	۶۸
سوال (۱۷)	۶۹
ترجمۃ الحدیث	۶۹
باب المسح علی العمامة،، سے امام نسائی کا کیا مقصد ہے	۶۹
مسح علی العمامة ؛؛ کے متعلق أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۷۰
مذہب اول	۷۰
مذہب دوم	۷۰
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۷۰

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۷۱
کیا حدیث مذکورہ فی السوال احناف کے خلاف ہے	۷۱
مذکورہ حدیث اور حضرت مغیرہؓ کی حدیث کا جواب	۷۱
سوال (۱۸)	۷۲
ترجمۃ الحدیث	۷۲
مطلب الحدیث	۷۲
مسح علی الخفین کی توقیت کے بارے میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۷۳
مذہب اول	۷۳
مذہب دوم	۷۳
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:	۷۴
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:	۷۴
مذہب دوم کی دلیل کا جواب	۷۵
سوال (۱۹)	۷۵
ترجمۃ الحدیث	۷۶
مطلب الحدیث	۷۶
ترجمۃ الباب سے امام نسائیؒ کا مقصد اور حدیث سے اس کا ثبوت	۷۶
کیا بغلوں تک ہاتھ دھونا حضرت ابو ہریرۃؓ کا اجتہاد تھا	۷۷
اطالۃ غرۃ اور تحجیل کے مسئلہ میں أئمہ کے مذاہب	۷۷
بنی فرخ کی موجودگی میں نیک عمل ترک کرنے کی وجہ	۷۷
سوال (۲۰)	۷۸
ترجمۃ الحدیث	۷۹

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مطلب الحدیث	٧٩
ہل انتم اصحابي میں اخوت کی نفی ہے یا نہیں	٨٠
سوال (٢١)	٨٠
ترجمۃ الحدیث	٨١
حدیث شریف کی ترجمۃ الباب سے مطابقت	٨١
کونسی نیند ناقص وضو ہے	٨١
سوال (٢٢)	٨٢
ترجمۃ الحدیث	٨٢
مس مرأۃ کے متعلق أئمہ کے مذاہب اور دلائل	٨٣
مذاہب اول	٨٣
مذاہب دوم	٨٣
مذاہب سوم	٨٤
نوٹ	٨٤
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	٨٤
مذہب دوم اور سوم کی دلیل اور وجہ استدلال	٨٤
مذاہب دوم اور سوم کی مذکورہ دلیل کا جواب	٨٥
امام نسائیؒ ان احادیث سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں	٨٥
قال ابوعبدالرحمٰن کی تشریح	٨٥
سوال (٢٣)	٨٦
حدیث شریف سے ترجمۃ الباب کا ثبوت	٨٧
کیا حدیث مذکورہ فی السوال کا یہ مطلب کسی صحابی سے منقول ہے	٨٧

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کیا یہ حکم اب بھی باقی ہے	۸۸
سوال (۲۴)	۸۸
ترجمۃ الحدیث	۸۸
مسجد میں حائضہ یا جنبی کے داخل ہونے میں أئمہ کے مذاہب	۸۹
حضرت عائشہؓ کا اشکال کیسے دور ہو گیا	۸۹
سوال (۲۵)	۹۰
ترجمۃ الحدیث	۹۰
منی کی طہارت ونجاست کے بارے میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۹۰
مذاہب اول	۹۰
مذاہب دوم	۹۰
مذاہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۹۱
مذاہب دوم ل کی دلیل اور وجہ استدلال	۹۱
مذہب دوم کی مذکورہ دلیل کا جواب	۹۲
موجودہ زمانے میں منی کے دھونے پر ہی فتوی ہے	۹۲
سوال (۲۶)	۹۳
ترجمۃ الحدیث	۹۳
بچہ اور بچی کے پیشاب سے کپڑا پاک کرنے کا طریقہ اور أئمہ کے مذاہب	۹۳
مذاہب اول	۹۴
مذاہب دوم	۹۴
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۹۴
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۹۴

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذکورہ فی السوال حدیث کا جواب	۹۵
لفظ مضجع کے معنی کی تعیین	۹۵
سوال (۲۷)	۹۵
ترجمۃ الحدیث	۹۶
بول ما یوکل لحم کی طہارت اور نجاست کے متعلق أئمہ کے مذاہب	۹۶
مذہب اول	۹۷
مذہب دوم	۹۷
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۹۷
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۹۷
مذکورہ مسئلہ میں راجح مذاہب کیا ہے	۹۸
ان لوگوں کو اتنی سخت سزا کیوں دی گئی	۹۸
سوال (۲۸)	۹۹
ترجمۃ الحدیث	۹۹
مطلب الحدیث	۱۰۰
ترجمۃ الحدیث سے حضرت امام نسائی کا مقصد	۱۰۰
فاقد الطہورین کے متعلق أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۱۰۱
مذہب اول	۱۰۱
مذہب دوم	۱۰۲
مذہب سوم	۱۰۲
مذہب چہارم	۱۰۲
سوال (۲۹)	۱۰۳

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ترجمۃ الحدیث	۱۰۳
دونوں اصحاب کا عمل صحیح قرار دینے کی وجہ	۱۰۳
کیا آج بھی جنبی کیلئے یہی حکم ہے؟	۱۰۴
سوال (۳۰)	۱۰۵
ترجمۃ الحدیث	۱۰۵
مطلب الحدیث	۱۰۵
قتل کلاب کا یہ حکم اب بھی باقی ہے یا نہیں؟	۱۰۶
سور الکلب کے سلسلے میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل	۱۰۶
مذہب اول	۱۰۶
مذہب دوم	۱۰۶
مذہبِ اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۰۷
مذہبِ دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۰۷
کتا اگر برتن میں منہ ڈال دے تو کیا حکم ہے	۱۰۸
کتے کا چاٹا ہوا برتن کتنی مرتبہ دھونا ضروری ہے	۱۰۸
کتے کے چاٹے ہوئے برتن سات مرتبہ دھونے کی علت	۱۰۸
حناف کی جانب سے حدیث مذکورہ کا جواب	۱۰۹
سوال (۳۱)	۱۰۹
ترجمۃ الحدیث	۱۱۰
مستحاضہ عورتوں کی اقسام	۱۱۰
قسم اول	۱۱۰
قسم دوم	۱۱۰

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قسم سوم	۱۱۰
قسم چہارم	۱۱۱
حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش کونسی قسم میں داخل تھیں	۱۱۱
حضرت فاطمہؓ کو حضور علیہ السلام نے کیا حکم دیا تھا	۱۱۱
سوال (۳۲)	۱۱۲
ترجمۃ الحدیث	۱۱۲
حضرت فاطمہؓ معتادہ تھیں یا ممیزہ	۱۱۲
دم حیض کی اقسام	۱۱۳
دم حیض میں رنگ کا اعتبار ہے یا نہیں؟ ائمہ کے اقوال کی تفصیل	۱۱۳
مذہب اول	۱۱۳
مذہب دوم	۱۱۴
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۱۴
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۱۵
مذہب اول کی مذکورہ دلیل کا جواب	۱۱۵
احناف کے مذہب کی وجوہ ترجیح	۱۱۵
سوال (۳۳)	۱۱۶
ترجمۃ الحدیث	۱۱۷
کیا عورتیں عیدگاہ اور مساجد میں جاسکتی ہیں؟ فقہاء کے مذاہب اور دلائل	۱۱۷
مذہب اول	۱۱۷
مذہب دوم	۱۱۷
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۱۸

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۱۸
حدیث مذکورہ کی توجیہ	۱۱۸
حائضہ کے عیدگاہ سے الگ رہنے کی وجہ	۱۱۹
کیا عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے؟	۱۱۹
سوال (۳۴)	۱۱۹
ترجمۃ الحدیث	۱۱۹
حضرت عائشہؓ نے سائلہ کو حروریہ کیوں کہا	۱۲۰
حروریہ سے کون لوگ مراد ہیں	۱۲۰
سوال (۳۵)	۱۲۱
ترجمۃ الحدیث	۱۲۱
مطلب الحدیث	۱۲۱
أصبت السنۃ اور ذلک اسم جمع کی تشریح	۱۲۲
کیا اس مسئلہ میں اختلاف ہے	۱۲۲
سوال (۳۶)	۱۲۳
ترجمۃ الحدیث	۱۲۳
نیند ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں أئمہ کے مذاہب کی تفصیل	۱۲۴
مذہب اول	۱۲۴
مذہب دوم	۱۲۴
مذہب سوم	۱۲۴
انبیاء کرام کی نیند ناقض وضو کیوں نہیں ہے؟	۱۲۴
انبیاء کے حق میں دیگر نواقضات کا کیا حکم ہے	۱۲۵

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سوال (۳۷)	۱۲۵
ترجمۃ الحدیث	۱۲۵
مس ذکر کے ناقض وضو ہونے میں ائمہ کے مذاہب اور دلائل	۱۲۵
مذہب اول	۱۲۶
مذہب دوم	۱۲۶
مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۲۶
مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال	۱۲۷
اس مسئلہ میں احناف کے مذہب کی وجوہ ترجیح	۱۲۷
اس روایت پر امام نسائی کے کلام کی وضاحت	۱۲۷

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

{انتساب}

خاکسار اپنی اس حقیر کاوش کو محسن انسانیت آفتاب ہدایت جناب **محمد الرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم** کی جانب منسوب کرنا باعث سعادت سمجھتا ہے، بلاشبہ آپ کی ہدایات پر عمل کرنا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔

زہے نصیب اگر قبول افتد

فقط السلام

احقر العباد

ولی اللہ اختر القاسمی بجنوری

خادم الحدیث النبوی: معہد عائشۃ الصدیقۃ قاسم العلوم

دیوبند (یوپی) الہند

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

{عرض مرتب}

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد۔۔۔

یارب صل وسلم دائماً ابداً ★ علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

اللّٰہ رب العزت کا بے انتہاء فضل وکرم اور احسان ہے کہ اس نے احقر کو علم حدیث کی خدمت کا موقع فراہم کیا ہے، اللّٰہ کی اس نعمت کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ فللّٰہ الحمد کثیرا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علم حدیث نہایت اہم ترین علم ہے اور اس کے متعلق کام کرنے والوں کو اپنا ہر قدم نہایت احتیاط سے رکھنا پڑتا، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ ہر زمانہ میں علماء نے مختلف طریقوں سے اس علم کی خدمت کی ہے اور اپنا نام خدام حدیث کی فہرست میں شامل کرایا ہے، اکابر کے اسی انداز وطریق کو دیکھتے ہوئے احقر کے دل میں بھی یہ خیال چرایا کہ یہ بھی اپنا نام کسی اعتبار سے اقوال رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے خدمت گذاروں میں شامل کرالے، پس اسی خیال کے پیش نظر احقر نے نسائی شریف کے چند مقامات کو جو عموماً دار العلوم دیوبند کے داخلہ، ششماہی اور سالانہ امتحانات میں آتے ہیں حل کیا ہے۔ احقر اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہے یہ تو مستفدین ہی بتاسکیں گے، البتہ قبل از وقت اتنا عرض ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی خامی نظر آئے تو برائے کرم احقر کو فون کے ذریعہ ضرور مطلع فرمادیں، آپ کی یہ کوشش ان شاء اللّٰہ دین کی ایک خدمت شمار ہوگی۔ اسی کے ساتھ میں اپنے تمام محبین ومکرمین بالخصوص والد محترم، والدۂ محترمہ، اساتذہ کرام اور حضرت مولانا ندیم الواجدی دامت برکاتہم مالک دار الکتاب دیوبند کا شکر گذار ہوں کہ ان حضرات ہی کی توجہات سے احقر کسی لائق ہوا ہے۔ میں اللّٰہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللّٰہ احقر کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مسلمانان عالم کیلئے نافع اور احقر اور اس کے تمام متعلقین کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

احقر العباد: ولی اللّٰہ اختر القاسمی (بجنوری)

09837612294

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

{قلبی تاثرات}

والد محترم حضرت مولانا حسین الدین صاحب قاسمی بجنوری دامت براکاتہم

مہتمم جامعہ انوار الصفہ شہر بجنور

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد۔۔۔

میرے پیش نظر ہے" **الکلام النہائی لحل أسئلة سنن النسائی** " کا مسودہ جو عزیز القدر جناب حافظ، قاری، مولوی، مفتی ولی اللہ اختر القاسمی بجنوری کی علمی کاوش ہے، سنن نسائی شریف کا صحاح ستہ میں جو مقام ہے اس سے اہل علم خوب واقف ہیں، اکابر نے ہر زمانے میں اس کتاب کی جانب خصوصی توجہ دی ہے اور مختلف طریقوں سے اس کے مشکل مقامات کو حل کرنے کی کوشش کی ہے، اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عزیز موصوف مفتی ولی اللہ اختر صاحب نے بھی اردو زبان میں اس کے سالانہ امتحان میں آنے والے تقریباً ۷۳ مقامات سے متعلق سوالات کا آسان جواب مفصل لکھ کر تشنگان علوم نبوت کے لئے ایک آسان نسخہ پیش کیا ہے۔ مسودہ ابھی کافی تصحیح کا محتاج ہے۔

امید ہے کہ مفتی صاحب موصوف کی یہ علمی کاوش راہروان علوم نبوت کیلئے ایک سنگ میل ثابت ہوگی اور داد تحسین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ عند اللہ اور عند اہل العلم مقبول ہو کر مفتی صاحب کیلئے ذخیرہ اخرت اور صدقہ جاریہ بنے گی، جیسا کہ اس قبل ان کے قلم کا شہکار موطاء امام محمدؒ کی تا درس نظامی ایک مقبول شرح منظر عام آکر اہل علم کا اعتماد حاصل کر چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ مفتی صاحب کو علوم نبوت کیلئے مزید قبول فرما کر خیر الناس من ینفع الناس میں شامل فرمائے۔

فقط والسلام

(مولانا) حسین الدین القاسمی غفرلہ (بجنوری)

۱۲/اکتوبر ۲۰۱۶ء بروز اتوار

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

{دعائیہ کلمات}

حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی دامت برکاتہم

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی: اما بعد۔۔

عزیز محترم جناب مولانا مفتی ولی اللہ اختر قاسمی بجنوری میرے پاس ''**الکلام النھائی لحل أسئلة سنن النسائی**'' کا مسودہ مرتب کرنے کی خبر لیکر آئے، میں اپنے اعذار کی بنیاد پر اس خود تو کسی کتاب کو کما حقہ دیکھنے سے معذور ہوں لیکن مفتی صاحب موصوف سے میں ان کے زمانہ طالب علمی سے واقف ہوں اس لئے ان کی اس زمانہ کی محنت کے پیش نظر کہہ سکتا ہوں کہ ان کی یہ کتاب ان شاء اللہ مفید ہوگی۔

دعاء ہے کہ اللہ رب العزت ان کی اس کتاب کو قبول فرما کر مقبول فرمائے اور ان کی مزید علمی خدمات کیلئے قبول فرمائے۔

فقط والسلام

(مولانا) عبدالحق (اعظمی)

شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

۵/۱ اکتوبر ۲۰۱۶ء

ملاحظہ: افسوس کے حضرت شیخ الحدیث ۳۰ دسمبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب دنیا سے پردہ فرما گئے، اللہ آپ کی قبر مبارک پر کڑوڑہا کڑوڑ رحمتیں نازل فرمائے: آمین۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

{تقریظ}

حضرت مولانا مفتی احسان صاحب دیوبندی دامت برکاتہم

مفتی مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ النبی الکریم: اما بعد۔۔۔

علم حدیث کی اہمیت اور اسلام میں اس کا مقام اہل حضرات پر مخفی نہیں ہے، اور کتاب اللہ کی تشریح وتفہیم میں جو حیثیت اس علم کو حاصل ہے یہ بھی سب پر عیاں ہے، اسی وجہ سے ہر زمانے میں علماء عظام نے اس مبارک علم کے خد خال کو واضح کرنے کی سعی جمیل کی ہے، انہیں باسعادت افراد کار میں سے ایک مرتب محترم جناب مفتی ولی اللہ اختر صاحب قاسمی بجنوری بھی ہیں، زیر نظر کتاب'' **الکلام النهائی لحل أسئلة سنن النسائی** '' بھی موصوف محترم کی تازہ کاوش ہے، بندہ نے اس مبارک کتاب کو جستہ جستہ دیکھا، الحمدللہ مفید پایا، دست بدعاء ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کی کاوش کو بھی سابقہ کاوشوں کی طرح قبول عام عطاء فرمائے اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین۔

والسلام

احقر محمد احسان غفرلہ

خادم جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد

۱۰ رصفر المظفر ۱۴۳۸ھ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

{کلمات تشجیع}

مفسر قرآن حضرت العلام مولانا محمد سالم اشرف صاحب قاسمی دامت برکاتہم

بانی و مہتمم دار العلوم اشرفیہ دیو بند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی شرع لنا اتباع الکتاب والسنة دینا وسبیلا، والصلوٰة والسلام علی رسولہ النبی الامی الذی جعل السوال شفاء لمن کان بداء العَیِّ علیلا۔

اما بعد

بلا شبہ قرآن مقدس دین کی اصل و اساس ہے اور ادلہ شرع میں سب سے محکم اور متبرک ہے، اس کا سحاب کرم جس دل پر برسا دل کی کھیتی ایمان کے پودے، یقین ومعرفت کے سبزوں سے لہلہا اٹھے اور یہ جہاں معرفت وآگہی کے پھولوں سے معطر اور زعفران زار ہوگیا۔

لیکن قرآن اصول کی کتاب ہے، تفریع وتفصیل، توضیح وتشریح حدیث وسنت کا ہی وظیفہ ہے، اسی لئے حدیث شریف دنیا کا سب سے با برکت اور مخدوم ترین علم ہے جو انسانیت وروحانیت کا ضامن ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تعلیمات وہدایات اور اسوۂ حسنہ آخری نسل تک محفوظ رہنا ضروری ہے۔

جس طرح علم وہدایت کے پورے خزانے کی حفاظت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی اسی طرح بعد کے قرنوں میں اللہ نے امت کے بہترین وباتوفیق بندوں کو احادیث وآثار کے اس بے پایاں دفتر کی تدوین وترتیب، تحقیق وتنقید، تعلیم وتعلم، ترجمہ وتشریح حفظ واشاعت اور اسکے متعلق بہت سے علوم وفنون اور اس کی نشر واشاعت کی توفیق بخشی، چنانچہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں قاضی ابن حزم مدنیؒ، ابن شہاب زہریؒ، امام بخاریؒ، علامہ ابن العربیؒ، علامہ بدر الدین عینیؒ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ امام نوویؒ اور ان جیسے ہزاروں لاکھوں اس علم کے شہسوار وعلم بردار گزرے ہیں، انہیں با توفیق اہل علم میں محب ومکرم، صالح، فعال نوجوان مولانا مفتی ولی اللہ اختر صاحب قاسمی زاد علمہ بھی ہیں جو ماشاء اللہ روشن دماغ کشادہ ذہن جید الا استعداد

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

علم کی پختگی، حقیقی مفہوم کی رسائی معانی کی گہرائی تک پہنچنے جیسی صلاحیت وصفات سے مالا مال ہیں اور اپنی ان درسی مصروفیات کے باوجود جو کہ اکثر لوگ عمر کے مراحل نہائی میں پڑھاتے ہیں آپ ماشاءاللہ عمر کے ابتدائی مراحل میں صحاح ستہ پڑھا رہے ہیں۔

مولانا محترم نے دار العلوم میں دورۂ حدیث شریف میں داخلہ کے خواہشمند طلبہ کے لئے ایک کتاب بنام "**الکلام النہائی لحل أسئلۃ سنن النسائی**" مرتب کی ہے۔قرآن وحدیث کی اکابر کی تشریحات ومطولات میں غواصی کرکے اس عہد انقلاب، اسکی ضرورتوں اور ذہنی خصوصیات کو مدنظر رکھ کے داخلہ، ششماہی۔ وسالانہ کے سوالوں کے مجموعہ کی ایسی قابل قدر تشریح کی ہے جو سیکڑوں مطولات سے وقتی طور پر آپ کو بے نیاز کر دے گی، اور مستقبل میں مطولات کو سمجھنے کا ذوق پیدا کرے گی، گویا یہ کتاب حدیث فہمی کا راہبر اور حدیث کے کلمات اور الفاظ کے معانی کھولنے کی چابی ہے، یہ تالیف تجرباتی اور تحقیقی قلمی کاوش کا مظہر جمیل ہے، جو علم وآگہی کے ہیرے جواہرات اور گواہر نایاب چن کر علم وعرفان تشریح وتحقیق اور امتحانات میں تحقیقی جوابات لکھوانے کا کا راہبر بنا کر حسین گلدستہ پیش کر دیا ہے۔

یقینا رب ذوالجلال کی ہی کی قدرت کاملہ اور اسکی عطاء ہی کا مظہر ہے جس نے ان تشریحات کو حدیث کی نسبت سے حسن معنویت اور تاثیر بخشی۔

بدل وجان دعاء گو ہوں کہ اس عاجز وحقیر کا نام حدیث کی خدمات کرنے والوں کے مداحین میں آجائے اور یہ کتاب بارگاہ قدس میں شرف قبول حاصل کرے مؤلف وموصوف کے لئے اخلاص کے سرمایہ کے ساتھ مزید علمی خدمات کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔

عاجز وعاصی
(مولانا) محمد سالم اشرف قاسمی غفرلہ
استاذ تفسیر وفقہ ومہتمم دار العلوم اشرفیہ دیوبند
بروز یک شنبہ ۲۰ رنومبر ۲۰۱۶ء

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مُقدّمۃ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفیٰ الصلوٰۃ و السلام علی محمد المصطفیٰ: أما بعد۔

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائماً أبداً ٭ عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِم

حدیث کی لغوی تعریف:

لفظ حدیث لغت میں دو معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے (۱) حدیث: بمعنی جدید، اس اعتبار سے یہ قدیم کا مقابل ہے (۲) حدیث: بمعنی کلام، اس اعتبار سے اس کا اطلاق ہر قسم کے کلام پر ہوتا ہے، یعنی ہر طرح کے کلام کو اس معنی کے اعتبار سے حدیث کہنا درست ہے۔

حدیث کی اصطلاحی تعریف:

حدیث کی اصطلاحی تعریف کیا ہے اس میں محدثین اور اہل اصول کے مابین بہت سخت اختلاف ہے، تفصیل سے قطع نظر حدیث کی سب سے آسان اور جامع تعریف یہ ہے "الحدیث: ھو اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و أفعالہ و أحوالہ" حدیث وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور احوال کی تفصیل کے جاننے کا نام ہے۔

علم حدیث کا موضوع:

علم حدیث کا موضوع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی مقام ہے چنانچہ علامہ عینیؒ تحریر فرماتے ہیں "فموضوع علم الحدیث ھو ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث أنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" علم حدیث کا موضوع حضور علیہ السلام کی ذات بابرکت ہے اس اعتبار سے کہ آپ اللہ رب العزت کے پاک پیغمبر ہیں۔

علم حدیث کی غرض وغایت:

ہر علم کی کوئی نہ کوئی غرض وغایت ہوتی ہے، حضرت علامہ کرمانیؒ کے بقول علم حدیث کی غرض وغایت "الفوز بسعادۃ الدارین" دونوں جہانوں میں کامیاب ہونا اور "الاھتداء

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بهُدی النبی صلی اللہ علیہ و سلم" ہے یعنی آپ علیہ السلام کی تعلیمات اور ہدایات سے ہدایت پانا ہے۔

صاحب کتاب حضرت امام نسائیؒ کی مختصر سوانح حیات:

صاحب کتاب حضرت امام نسائیؒ کا نام نامی احمد، کنیت ابوعبدالرحمن، اور والد محترم کا نام شعیب ہے، سلسلہ نسب اس طرح ہے احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار النسائی ،آپ کا تعلق اسلامی خراسان (موجودہ افغانستان اور روس کی آزاد ریاستوں کا علاقہ) کے ایک مشہور شہر نساء سے تھا، اس لئے نسبت کے اعتبار سے آپ کونسائی کہا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ حضرت امام نسائیؒ کی پیدائش تیسری صدی ہجری کے آغاز ۲۱۵ھ ہوئی آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے شہر ہی کے شیوخ سے حاصل کی اور پھر ۲۳۰ھ میں بعمر پندرہ سال سب سے پہلے حضرت قطیبہؒ بن سعید کی خدمت میں سفر کر کے حاضر ہوئے اور ایک سال دو ماہ ان کے پاس قیام فرمایا اور پھر وہاں سے فارغ ہو کر دنیائے اسلام کے دوسرے شیوخ سے استفادہ کیا، آپ نے تحصیل علم کیلئے مختلف بلاد اسلامیہ مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان اور بغداد کا بار بار سفر فرمایا اور ان علاقوں کے اکابر شیوخ سے اکتساب علم فرمایا، تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مصر کو اپنے علم کی نشر و اشاعت کا مرکز بنایا اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی، زندگی کے آخری ایام میں ماہ ذی قعد ۳۰۲ھ میں آپ مصر سے دمشق تشریف لائے اور قریب تین ماہ قیام فرما کر ۱۳ر صفر ۳۰۳ھ بروز دوشنبہ فلسطین میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے ☆ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

❁❁❁❁❁

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سوال ۱﴾

﴿سنن نسائی شریف﴾

(الف) صحاح ستہ میں صحت کے اعتبار سے نسائی شریف کا کیا درجہ ہے؟ تحریر کریں
(ب) نسائی شریف کی خصوصیات تحریر کریں (ج) حضرت امام نسائیؒ کے مختصر حالات تحریر کریں۔

جواب (الف)

صحاح ستہ میں نسائی شریف کا کیا درجہ ہے؟

نسائی شریف حضرت امام نسائیؒ کی وہ معرکۃ الآراء تصنیف ہے جسے اپنے زمانہ تصنیف سے لیکر آج تک کتب صحاح ستہ میں شامل رہنے کا شرف حاصل ہے۔

لیکن اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صحاح ستہ میں باعتبار صحت کے اس کا کیا درجہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ صاحب مفتاح السعادۃ کے بقول نسائی شریف کا درجہ صحاح ستہ میں صحت کے اعتبار سے پانچویں نمبر پر ہے، یعنی سب سے پہلے بخاری شریف، پھر مسلم شریف، پھر ابوداؤد شریف، پھر ترمذی شریف، اور پھر نسائی شریف ہے، لیکن شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی علیہ الرحمۃ کی تحقیق یہ ہے کہ نسائی شریف کتب صحاح ستہ میں ابوداؤد کے بعد اور ترمذی شریف سے پہلے چوتھے نمبر پر ہے، جبکہ اس کے برخلاف حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ کی تحقیق یہ ہے کہ نسائی شریف کا درجہ صحاح ستہ میں ابوداؤد سے مقدم ہے اور یہ ترتیب میں مسلم شریف کے بعد تیسرے نمبر پر ہے۔

واضح رہے کہ حضرت علامہ کشمیریؒ کی یہ تحقیق محقق علماء کے نزدیک زیادہ صحیح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت امام نسائیؒ نے اپنی اس کتاب میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی طرح صرف صحیح الاسناد روایات ہی کو جمع کیا ہے، چنانچہ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ سنن صغریٰ میں جتنی روایات

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہیں وہ سب صحیح ہیں اسی لئے آپؒ کی یہ تصنیف بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں کے طریقوں کی جامع سمجھی جاتی ہے۔(۱)

جواب (ب)

نسائی شریف کی خصوصیات:

واضح رہے کہ نسائی شریف بہت سی اہم خصوصیات پر مشتمل ہے اور اس کی انہی خصوصیات کی بنیاد پر وقت کے جلیل القدر علماء نے اس کی اہمیت کا اعتراف کیا ہے، چنانچہ اس کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کتاب میں جہاں ایک طرف صحیح الاسناد روایات جمع کی گئی ہیں وہیں دوسری طرف علل الاحادیث کو بھی بیان کیا گیا ہے، اسی طرح اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں مسائل متعددہ ثابت کرنے کے لئے ایک ایک روایت کو کئی جگہ ذکر کیا گیا ہے، نیز اس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ترتیب اور جودت تالیف سب سے الگ ہے، چنانچہ حافظ ابوعبداللہ ابن رشید (متوفی ۷۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ علم السنن میں جتنی کتابیں تالیف ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب تصنیف کے لحاظ سے انوکھی اور ترتیب کے اعتبار سے نہایت بہترین ہے۔(۲)

جواب (ج)

حضرت امام نسائیؒ کے مختصر حالات:

حضرت امام نسائیؒ کا نام احمد بن شعیب اور کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے آپ کا پورا نسب یہ ہے احمد بن شعیب بن بحر بن سنان بن دینار النسائی، آپؒ ۲۱۵ھ میں ماوراء النہر کے مشہور شہر نساء میں پیدا ہوئے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے شہر ہی کے شیوخ سے حاصل کی اور پھر ۲۳۰ھ میں بعمر پندرہ سال سب سے پہلے حضرت قطیبہؒ بن سعید کی خدمت میں سفر کر کے حاضر ہوئے اور ایک سال دو ماہ ان کے پاس قیام فرمایا اور پھر وہاں سے فارغ ہو کر دنیاء اسلام کے دوسرے

(۱) ایضاح النسائی ۱/۵۵ تا ۶۰، المکتفیٰ بحل المجتبیٰ ۱/۱۳۔ (۲) ایضاح النسائی ۱/۵۵ تا ۶۰، المکتفیٰ بحل المجتبیٰ ۱/۱۳، شرح النسائی اردو ۱۲۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

شیوخ سے استفادہ کرنے کیلئے اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں مثلاً خراسان، عراق، حجاز، اور شام کا سفر فرمایا، اوران علاقوں کے اکابر شیوخ سے اکتساب علم فرمایا، تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مصر کو اپنے علم کی نشر واشاعت کا مرکز بنایا اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی، زندگی کے آخری ایام میں ماہ ذی قعدہ ۳۰۲ھ میں آپ مصر سے دمشق تشریف لائے اور قریب تین ماہ یہاں قیام فرما کر ۱۳ر صفر ۳۰۳ھ بروز دوشنبہ فلسطین میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ (۱)

انا للہ وانا الیہ راجعون

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے ☆ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۲﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۲﴾

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ أَقْبَلْتُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم وَمَعِیَ رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِیِّیْنَ اَحَدُھُمْ عَنْ یَمِیْنِیْ وَالْآخَرُ عَنْ یَسَارِیْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم یَسْتَاکُ فَکِلَاھُمَا یَسْأَلُ الْعَمَلَ، قُلْتُ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ نبیاً بِالْحَقِّ مَااَطْلَعَانِیْ عَلٰی مَا فِیْ اَنْفُسِھِمَا وَمَا شَعَرْتُ اَنَّھُمَا یَطْلُبَانِ الْعَمَلَ قَالَ اِنَّا لَا اَوْ لَنْ نَسْتَعِیْنُ عَلَی الْعَمَلِ مَنْ اَرَادَہٗ وَلٰکِنْ اِذْھَبْ اَنْتَ فَبَعَثَہٗ بِالْیَمَنِ.

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) اس روایت پر حضرت امام نسائیؒ نے "باب ھل یستاک الامام بحضرۃ رعیتہ" قائم کیا ہے، سوال یہ ہے کہ یہ مسئلہ تو بالکل واضح تھا پھر باب قائم کرنے کی کیا ضرورت تھی (ج) کسی کام کی درخواست، یا خواہش کرنے والے کو کام سپرد کرنا جائز ہے یا نہیں اس روایت سے کیا ثابت ہوتا ہے اور اس کے خلاف عمل کرنے کی گنجائش ہے یا نہیں ہے مدلل تحریر کریں۔

(۱) ایضاح النسائی ۱/۵۱.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور میرے ساتھ قبیلہ اشعر کے دو افراد تھے، ایک میری داھنی جانب تھا اور دوسرا میری بائیں جانب تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر رہے تھے پس (میرے ساتھ آنے والے) دونوں (افراد) نے آپ علیہ السلام سے خدمت (یعنی نوکری) مانگی، میں نے (حضور علیہ السلام سے) عرض کیا کہ ان دونوں نے مجھے اپنے دل کی بات نہیں بتائی تھی اور نہ مجھے معلوم تھا کہ یہ دونوں نوکری چاہتے ہیں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہم اس کو نوکری نہیں دیتے جو نوکری کی درخواست کرے، لیکن (اے ابوموسیٰؓ!) تم جاؤ، پس آپ علیہ السلام نے حضرت ابوموسیٰؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا۔

جواب (ب)

امام نسائیؒ نے یہاں باب کیوں قائم کیا ہے:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس حدیث میں جس بات کو بیان کیا گیا ہے وہ بالکل واضح ہے پھر امام نسائیؒ نے اس پر ''باب هل يستاك الامام بحضرة رعيته '' کیوں قائم کیا ہے؟۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام نسائیؒ نے اس حدیث پر باب اس حدیث کے درمیان میں واقع ہونے والے ایک جملے ''فكانى انظر الىٰ سواكه تحت شفقته قلصت '' کی وجہ سے کیا ہے، حدیث کے اس جملہ سے ثابت ہوتا ہے امیر وقت اپنی رعایا کی موجودگی میں مسواک کر سکتا ہے، اور امام نسائیؒ کا مقصد بھی اس باب اور حدیث سے یہی ثابت کرنا ہے۔

جواب (ج)

کسی کام کی درخواست پیش کرنے والے کو کام سپرد کرنا کیسا ہے؟:

کسی کام کی درخواست یا خواہش کرنے والے کو کام سپرد کرنا اگرچہ اس حدیث کے ظاہر سے ممنوع معلوم ہوتا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ ممنوع نہیں ہے بلکہ بلاتردد جائز ہے جیسا کہ حضرت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مصر میں قحط سالی کے زمانے میں وزیر خوراک کا عہدہ از خود طلب فرمایا تھا۔

اب رہا اس حدیث کے مطابق حضور علیہ السلام کا امارت کا عہدہ طلب کرنے والوں کو عہدہ نہ دینا تو اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ آپؐ نے بطور تنبیہ کے ان کو عہدہ نہیں دیا کہ از خود عہدہ طلب کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے، اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپؐ نے ان دونوں کو ان کا مطلوبہ عہدہ اس لئے نہیں دیا کہ کسی بھی طالب عہدہ کو اللہ کی جانب سے فرائض کی انجام دہی کی توفیق نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے اندر مال و دولت کا حرص پیدا ہو جاتا ہے، جو اس کو اس کے فرائض سے غافل کر دیتا ہے۔ اس کے برخلاف جو آدمی بلا طلب کسی عہدہ پر فائز ہوتا ہے اس کو منجانب اللہ فرائض کے مکمل کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ پس اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی عہدہ کو طلب کرنا اگرچہ اچھا نہیں ہے، لیکن طلب کرنے والوں کو وہ عہدہ دیدینا جائز ہے۔ (۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۳﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۳﴾

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ، اَلْاِخْتِتَانُ، وَالْاِسْتِحْدَادُ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ، وَنَتْفُ الْاِبْطِ۔

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں (ب) فطرت کے معنی بیان کریں (ج) حدیث میں مذکور پانچوں احکام کی الگ الگ وضاحت کریں (د) کس حکم میں کتنے یوم کی توقف کی گنجائش ہے اس کو بھی تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے پانچ

(۱) شرح النسائی اردو ۱/ ۲۹، ذخیرۃ العقبی ۱/ ۲۵۴.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

چیزیں پیدائشی سنت ہیں (۱) ختنہ کرانا (۲) زیرِ ناف کے بال مونڈنا (۳) مونچھ کے بال کترنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) بغلوں کے بال اکھیڑنا۔

جواب (ب)

فطرت کے معنی:

فطرت کس کو کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی ہیں اس کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے، چنانچہ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد دین ہے، جیسا کہ قرآن کریم کی آیت "فطرة الله التي فطر الناس عليها" میں لفظ فطرت سے دین ہی مراد ہے، اور بعض کا کہنا یہ ہے کہ اس سے مراد سنت یا فطرت سلیمہ یعنی طبع سلیم ہے، حضرت ابوسلیمانؒ خطابی اور امام نوویؒ نے اسی قول کو ترجیح دی ہے، جبکہ بعض کے نزدیک اس سے سنتِ ابراہیمیؑ مراد ہے۔

جواب (ج)

حدیث شریف میں مذکور پانچوں احکام کی وضاحت:

قولہ: الاختتان .... واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں پانچ احکام بیان کئے گئے ہیں، جن میں پہلا حکم اختتان یعنی ختنہ کرانے کا ہے، ختنہ کرانا اس امت کی خصوصیت اور شعائر اسلام میں سے ہے، اس لئے ہر مسلمان پر نہ صرف اپنی بلکہ اپنے بچوں کی بھی ختنہ کرانا ضروری ہے، لیکن اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ختنہ کرانا شعائر اسلام میں سے ہے تو کیا اس کا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے وجوب اور عدم وجوب میں فقہاء کا اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ان حضرات کے تین مذاہب ہیں، پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے آپ کے نزدیک ایک قول کے مطابق ختنہ کرانا ہر مسلمان پر واجب ہے اور دوسرے قول کے مطابق سنت ہے، لیکن آپؒ فرماتے ہیں یہ ایک ایسی سنت ہے، جس کا شمار شعائر اسلام میں ہوتا ہے، دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ کا ہے آپؒ کے نزدیک ختنہ کرانا مردوں کیلئے سنت اور عورتوں کے لئے مستحب ہے، اور تیسرا مذہب امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل کا ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

آپ دونوں فرماتے ہیں کہ ختنہ کرانا مرد وعورت دونوں کے حق میں واجب ہے۔

قوله: الاستحداد....

دوسرا حکم جو اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے استحداد (یعنی زیر ناف کے بال صاف کرنے) کا ہے، زیر ناف کے بال صاف کرنا انسان کی فطرت اور سنت میں شمار ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ احادیث میں زیر ناف کے بال صاف کرنے کی مدت چالیس دن بیان کی گئی ہے، اس لئے ہر مسلمان پر ان بالوں کو چالیس دن کے اندر اندر صاف کر لینا ضروری ہے۔

قوله: قص الشارب...

تیسرا حکم قص الشارب (یعنی مونچھوں کے بال صاف کرنے) کا ہے۔

واضح رہے کہ مونچھوں کے بالوں کو صاف کرنا بھی انسان کی فطرت میں شمار ہوتا ہے اور اسی لئے احادیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام نے مختلف الفاظ کے ذریعہ امت کو ان کے صاف کرنے کی تلقین فرمائی ہے، چنانچہ اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے اگر ''قص الشارب'' فرما کر امت کو ان کے صاف کرنے کی ہدایت دی ہے، تو بعض دوسری احادیث میں آپ علیہ السلام نے ''جزو الشوارب'' اور ''انھکوا الشوارب'' کے الفاظ استعمال کر کے امت کو مونچھوں کے متعلق نصحت فرمائی ہے۔

قوله: تقليم الاظفار....

چوتھا حکم اس حدیث میں تقلیم الاظفار (یعنی ناخن کاٹنے) کا ہے، ناخن کا کاٹنا بھی انسان کی فطرت سلیمہ میں شمار ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ناخنوں کے متعلق جہاں شریعت نے کاٹنے کا حکم دیا ہے وہیں ان کے کاٹنے کی ترتیب بھی بیان کی ہے، چنانچہ ناخنوں کے کاٹنے کی ترتیب یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے ان کو کاٹنا شروع کیا جائے اور آخری انگلی تک پہنچ جانے کے بعد پھر بائیں ہاتھ کی آخری انگلی سے کاٹنا شروع کیا جائے اور انگوٹھے پر پہنچ جانے کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بعد دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹ لیا جائے۔

قولہ: نتف الابط......

پانچواں اور آخری حکم اس حدیث میں بغل بالوں کے متعلق ہے، بغل کے بال صاف کرنا بھی انسان کی فطرت میں سے ہے، اسی لئے حدیث شریف میں تاکید کے ساتھ ان کے صاف کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے، واضح رہے کہ بغل کے بالوں کے متعلق حدیث شریف میں ''نتف'' کا لفظ وارد ہوا ہے ''نتف'' کے لغوی معنی اکھاڑنے کے آتے ہیں، اسی لئے بعض علماء نے انکو اکھاڑنا ہی افضل قرار دیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے ان بالوں کو اکھاڑنا ہی کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ کسی بھی طریقہ سے ان کو صاف کر لینا جائز ہے۔

جواب (د)

احکام مذکورہ میں کتنے دن توقف کی گنجائش ہے؟:

واضح رہے کہ حدیث مذکورہ فی السوال میں جو پانچ احکام بیان کئے گئے ہیں ان میں زیادہ سے زیادہ چالیس دن توقف کرنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ حضرت انسؓ بن مالک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے چنانچہ آپؐ ارشاد فرماتے ہیں'' وقت لنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی قص الشارب وتقلیم الاظفار وحلق العانة ونتف الابط ان لا نترک اکثر اربعین یوما'' ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھوں کو صاف کرنے ناختوں کو کاٹنے، زیرناف کے بال صاف کرنے اور بغل کے بال اکھاڑنے میں چالیس دن کا وقت مقرر فرمایا ہے، تاکہ ہم اس سے زیادہ مدت تک ان کو اسی طرح نہ چھوڑیں۔

پس اس حدیث معلوم ہوتا ہے حدیث شریف میں ذکر کردہ ان احکام میں چالیس دن تک توقف کرنے کی گنجائش ہے۔(۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

(۱) ایضاح النسائی ۱/۱۰۱، المکتفیٰ ۱/۵۴، ذخیرة العقبیٰ ۱/۳۵۲۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال۴﴾
﴿سنن نسائی صفحہ۳﴾

اَلرُّخْصَةُ فِی السِّوَاکِ بِالْعَشِیِّ لِلصَّائِمِ: کے تحت حضرت امام نسائیؒ نے روایت ذکر کی ہے ’’لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِیْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ ‘‘ آپ اس روایت سے حضرت امام نسائی کا مدعاء ثابت کریں اور بتائیں کہ مسواک کا تعلق وضوء سے ہے یا نماز سے، ائمہ کیا فرماتے ہیں۔

جواب:

مذکورہ روایت سے حضرت امام نسائی کے مدعاء کا ثبوت:

واضح رہے کہ اس روایت سے حضرت امام نسائی نے اپنے مدعاء ’’الرخصة فی السواک بالعشی للصائم ‘‘ کو بایں طور ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی خواہش ہر نماز کے وقت خواہ رمضان شریف کی نماز ہو یا غیر رمضان کی مسلمانوں پر مسواک کرنے کو واجب قرار دینے کی تھی لیکن آپ علیہ السلام کو اس عمل کے واجب کرنے میں لوگوں پر مشقت کا اندیشہ تھا اس لئے آپ علیہ السلام نے اس کو واجب قرار نہیں دیا، پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کی حالت میں مسواک کرنا ممنوع نہیں ہے کیونکہ اگر یہ ممنوع ہوتا تو حضور علیہ السلام ہرگز رمضان اور غیر رمضان ہر زمانے کی نمازوں میں لوگوں پر اس کے کرنے کو واجب قرار دینے کے خواہش مند نہ ہوتے۔

وفیه دلالة علی أنه لا مانع من ایجاب السواک عند کل صلوٰة الا مایخاف من لزوم المشقة علی الناس ویلزم منه أن یکون غیر مانع من ذالک ومنه یؤخذ ماذکره المصنف من الترجمة. (زهر الربی)

مسواک کا تعلق وضوء سے ہے یا نماز سے، ائمہ کے اقوال کی تفصیل:

مسواک وضو کی سنت ہے یا نماز کی اس سلسلے میں ائمہ کرام کے مابین اختلاف ہے، چنانچہ اس مسئلہ میں ان حضرات کے دو قول ہیں پہلا قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کا ہے ان حضرات کے نزدیک مسواک صرف وضو کی سنت ہے نماز کی سنت نہیں ہے۔

دوسرا قول حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک مسواک وضو اور نماز دونوں کی سنت ہے۔(۱)

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں وضو کے وقت مسواک کرنے کا حکم وارد ہوا ہے، جبکہ حضرت امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ اسی مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کرتے ہیں، لیکن حضرت امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کی جانب سے اس حدیث کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جناب! اس روایت میں عند کل صلاۃ کا مطلب وہ نہیں ہے جو آپ نے سمجھ لیا کہ عین نماز کے وقت مسواک کرنا چاہئے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی نماز کی تیاری شروع کرے تو مسواک کرلے اور یہ بات ظاہر ہے کہ نماز کی تیاری وضو سے شروع ہوتی ہے اس لئے وضو کے وقت ہی مسواک کرنا سنت ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۵﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۴﴾

عَنْ إِبْنِ عُمَرؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ: احْفُوا الشَّارِبَ وَاعْفُوا اللُّحىٰ۔

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمۃ کریں (ب) حضرت امام نسائی نے یہ روایت ''باب احفاء الشارب واللحی'' کے تحت بیان کی ہے، اس کا کتاب الطہارت سے کیا رابطہ ہے تحریر کریں (ج) مونچھوں کے اخفاء کا کیا حکم ہے اور اعفاء لحیہ کا کیا حکم ہے، سنت ہے یا واجب؟ اور اس کی کیا مقدار ہے سوچ کر تحریر کریں (د) احفاء کے لغوی معنیٰ کیا ہے؟ بعض روایت میں قص الشارب کے الفاظ آئے ہیں، قص اور احفاء میں کیا فرق ہے، ترجیح کس کو حاصل ہے یا تطبیق کی کوئی صورت ہے، تحریر کریں۔

(۱) الدر المنضود ۱/۱۵۵

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

جواب (ب)

باب احفاء الشارب کا کتاب الطہارت سے کیا تعلق ہے؟:

باب احفاء الشارب کا بظاہر کتاب الطہارت سے کوئی تعلق نہیں ہے البتہ مونچھوں کا کم کرنا نظافت کے قبیل سے ہے اس معنی کر اس باب کا من وجہٍ کتاب الطہارت سے تعلق ہو جاتا ہے اور اسی معنی کے اعتبار سے حضرت امام نسائیؒ نے اس باب کو کتاب الطہارت میں ذکر کیا ہے۔

واللہ أعلم وعلمہ أتم۔

جواب (ج)

احفاء شارب اور اعفاء لحیہ کا کیا حکم ہے؟

واضح رہے کہ مونچھوں کو کم کرنا سنت اور داڑھی کو بڑھانا واجب ہے، رہا ڈاڑھی کے بڑھانے کو سنت کہنا تو یہ اس اعتبار سے ہے کہ ڈاڑھی کے بڑھانے کا وجوب سنت سے ثابت ہوتا ہے۔ (۱)

مونچھوں کو کم کرنے اور ڈاڑھی کے بڑھانے کی کیا مقدار ہے؟:

مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے، لیکن ان کو کہاں تک کم کیا جائے اس سلسلے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ مونچھوں کو اتنا کم کیا جائے ہونٹ کے اندر کی سفیدی ظاہر ہو جائے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ ان کو صرف اتنا کم کیا جائے کہ بھوؤں کی برابر ہو جائیں اس سے کم کرنا درست نہیں ہے، واضح رہے کہ اس دوسرے قول کی نسبت حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی جانب کی جاتی ہے۔ (۲)

---

(۱) ایضاح النسائی ۱/۱۱۷، (۲) المکتفیٰ بحل المجتبیٰ ۱/۵۹، ایضاح النسائی ۱/۱۱۷۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نوٹ:

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ میدانِ جہاد میں دشمن پر رعب ڈالنے کیلئے مونچھوں کو بڑھانا بھی جائز ہے، البتہ کسی بھی حالت میں ان کو بالکل مونڈنا مکروہ بلکہ بعض علماء کے نزدیک حرام ہے۔(۱)

جواب (د)

احفاء کے لغوی معنی کیا ہیں اور قص اور احفاء میں کیا فرق ہے؟:

احفاء کے لغوی معنی مونچھ کاٹنے میں مبالغہ کرنے کے ہیں۔

لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بعض روایات میں احفاء کی جگہ قصؔ کا لفظ استعمال ہوا ہے تو احفاء اور قص میں کیا فرق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ احفاء مونچھ کو مبالغہ کے ساتھ کاٹنے کو کہتے ہیں اور قص اس کو ہلکے سے کتر دینے کا نام ہے ۔

احفاء اور قص میں سے کس کو ترجیح ہے؟:

مونچھیں کاٹنے میں احفاء افضل ہے یا قص اور ترجیح کس کو ہے، اس سلسلے میں علماء کرام کے درمیان بڑا اختلاف ہے، اکثر علماء نے قص کو افضل قرار دیا ہے البتہ حضرت امام اعظمؒ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ قص کے مقابلہ میں احفاء افضل ہے۔

لیکن اس سلسلے میں سب سے افضل یہ ہے کہ مونچھ کو اس طریقہ سے کاٹا جائے کہ احفاء اور قص دونوں میں تطبیق ہو جائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مونچھ کو اتنے مبالغہ سے کاٹا جائے کہ اس کی جڑ بھی باقی رہ جائے اور اوپر سے وہ ختم بھی ہو جائے، اس طرح احفاء اور قص دونوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔(۲)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

❀❀❀❀❀

(۱) ایضاح النسائی ۱/۱۱۷، (۲) المکتفیٰ بحل المجتبیٰ ۱/۵۹.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ٦﴾
﴿سنن نسائی صفحہ ۵﴾

عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عليه وسلم إِذَا أَتىٰ أَحَدُكُمُ الغَائِطَ فَلا يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلٰكِنْ لِيُشَرِّقْ أَوْ لِيُغَرِّبْ۔

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) قضا حاجت کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار کے سلسلے میں أئمہ کے مذاہب مدلل تحریر کریں (ج) مذکورہ مسئلہ میں یہ حدیث کس کی تائید کر رہی ہے یہ بھی تحریر کریں (د) مشرق ومغرب کی جانب رخ کرنے کا یہ حکم عام ہے یا خاص لوگوں کیلئے ہے اور تخصیص کا کیا قرینہ ہے سوچ کر تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے) جب تم بیت الخلاء میں آؤ تو پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی جانب منہ مت کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب منہ کرلیا کرو۔

جواب (ب)

استنجاء کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

استنجاء کے وقت قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنے کا کیا حکم ہے اس میں أئمہ کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ان حضرات کے دو مذاہب ہیں۔

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام أعظم ابوحنیفہؒ کا ہے، آپؒ کے نزدیک قضاء حاجت کے وقت بیت اللہ کا استقبال واستدبار کرنا خواہ آبادی میں ہو یا جنگل میں مطلقاً ناجائز وحرام ہے، یہی احناف کا مفتی بہ قول اور مذہب ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نوٹ:

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں احناف کا جو قول ہم نے ذکر کیا ہے وہ مفتی بہ قول ہے اگر چہ اس سلسلے میں حضرت امام اعظمؒ سے اور بھی اقوال منقول ہیں جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کا استقبال واستدبار کرنا خواہ جنگل میں ہو یا آبادی میں مطلقاً مکروہ تحریمی ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے، نیز ایک تیسرا قول یہ ہے کہ قضاء حاجت کے وقت بیت اللہ کا استقبال کرنا تو مطلقاً (خواہ میں جنگل ہو یا آبادی میں) ناجائز ہے جبکہ استدبار دونوں جگہ جائز ہے ،اور چوتھا قول جو درحقیقت حضرت امام ابو یوسفؒ کا ہے لیکن اس کو بھی حضرت امام اعظمؒ ہی کی جانب منسوب کیا جاتا ہے یہ ہے کہ قضاء حاجت کے وقت بیت اللہ کا استدبار کرنا صرف آبادی میں جائز ہے اور جنگل میں استقبال واستدبار اور آبادی میں استقبال کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ لیکن ان تمام اقوال میں مشہور اور مفتی بہ قول اور احناف کا صحیح مذہب وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔(۱)

مذہب دوم:

اس سلسلے میں دوسرا مذہب حضرات أئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک قضاء حاجت کے وقت بیت اللہ کا استقبال واستدبار کرنا آبادی میں تو جائز ہے لیکن جنگل میں جائز نہیں ہے البتہ اگر جنگل میں کوئی آڑ موجود ہو تو پھر وہاں بھی جائز ہے۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اس مسئلہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے، سنن ابی داؤد اور ترمذی شریف میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے منقول ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اذااتیتم الغائط فلا تستقبلو االقبلة بغائط ولابول ولا تستدبروھا" جب تم بیت خلاء جاؤ تو پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کا استقبال واستدبار مت کرو۔
حضرت امام اعظم اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی

(۱) حاشیہ سنن ابی داؤد ۳/۱ الدر المنضود ۹۱/۱، ۹۲ السمح المحمود ۴۲/۱

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جانب چہرا یا پیٹھ کرنے کو مطلقاً (خواہ آبادی میں ہو یا جنگل میں) منع فرماتے ہیں اور مطلقاً منع فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے بھی اس حدیث میں آبادی یا جنگل کی قید لگائے بغیر قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

مذہبِ دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

حضرات أئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت جابرؓ کی روایات سے استدلال کیا ہے چنانچہ سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے "لقد ارتقیت علیٰ ظهر البيت فرأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم علىٰ لبنتين مستقبل بيت المقدس لحاجته" (میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام دو انیٹوں پر بیٹھے ہوئے بیت المقدس کی جانب رُخ کر کے قضاء حاجت فرما رہے ہیں) اور حضرت جابرؓ سے منقول ہے" نهىٰ نبی الله صلى الله عليه وسلم أن نستقبل القبلة ببول فرأيته قبل أن يقبض بعام يستقبلها" (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں پیشاب کرنے کے وقت قبلہ کا استقبال کرنے سے منع فرمایا لیکن میں نے آپ علیہ السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک سال قبل (پیشاب کے وقت) قبلہ کا استقبال کرتے ہوئے دیکھا ہے) حضرات أئمہ ثلاثہ ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے آبادی میں قضاء حاجت کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار کو جائز قرار دیتے ہیں، اور جنگل کے متعلق چونکہ کوئی ایسی روایت موجود نہیں ہے اس لئے وہاں آڑ نہ ہونے کی صورت میں ناجائز قرار دیتے ہیں۔

جواب (ج)

مذکورہ فی السوال حدیث کس مسلک کی تائید کر رہی ہے؟:

واضح رہے کہ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار کے مسئلہ میں مذکورہ فی السوال حدیث احناف کے مسلک کی تائید کر رہی ہے، اور یہی ثابت کر رہی ہے کہ استنجاء کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وقت قبلہ کی جانب چہرایا پیٹھ کرنا مطلقاً (خواہ آبادی میں ہو یا جنگل میں) جائز نہیں ہے۔

جواب (د)

کیا مشرق ومغرب کی جانب رخ کرنے کا یہ حکم عام ہے؟:

واضح رہے کہ استنجاء کے وقت مشرق ومغرب کی جانب رُخ کرنے کا یہ حکم عام نہیں ہے بلکہ صرف اہل مدنیہ اوران علاقوں کے رہنے والے حضرات کیلئے خاص ہے جن کا قبلہ شمال یا جنوب کی جانب ہے، اوران حضرات کے قبلہ کا شمال یا جنوب کی جانب ہونا ہی اس حکم کے ان کے لئے خاص ہونے کا قرینہ ہے، رہے وہ حضرات جن کا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہے مثلاً ہندوستان اور پاکستان والے تو ان کیلئے حکم یہ ہے کہ یہ قضاء حاجت کے وقت اپنا رُخ شمال یا جنوب کی جانب رکھیں، مشرق ومغرب کی جانب نہ رکھیں کیونکہ مشرق ومغرب کی جانب رُخ رکھنے میں قبلہ کی بے ادبی ہوگی جس کی اس حدیث میں ممانعت ہے۔(۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۷﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۵﴾

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ لَقَدْ اِرْتَقَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتِنَا فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى اللّٰهِ عليه وسلمَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ۔

حدیث شریف پر اعراب لگاکر ترجمہ کریں (ب) زیر بحث مسئلہ میں أئمہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں (ج) اگر یہ حدیث احناف کے خلاف ہوتو اس کی توجیہ بھی تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمة الحدیث:

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے

(۱) تحفة الالمعی ۱/۱۰۲

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ دو اینٹوں پر قضاء حاجت کیلئے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کا چہرا بیت المقدس کی جانب تھا۔

جواب (ب)

استنجاء کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار میں ائمہ کے مذاہب اور دلائل:

اس جزئیہ کا مفصل جواب سابقہ سوال کے تحت گذر چکا ہے وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

جواب (ج)

احناف کی جانب سے مذکورہ حدیث کا جواب:

واضح رہے کہ حضرت عبداللہؓ کی بیان کردہ یہ حدیث قضاء حاجت کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار کے مسئلہ میں احناف کے خلاف ہے، اس لئے کہ اس مسئلہ میں احناف کا مذہب جیسا کہ سابق میں گذرا ہے یہ ہے کہ استنجاء کے دوران قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنا مطلقاً (خواہ جنگل میں ہو یا آبادی میں) ناجائز وحرام ہے، جبکہ حضرت عبداللہ کی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے حضور علیہ السلام نے آبادی میں قضاء حاجت کے وقت بیت اللہ کی جانب پیٹھ کی ہے، اور اس حدیث سے یہ بات اس طرح ثابت ہوتی ہے مدینہ منورہ میں بیت اللہ جنوب کی جانب اور بیت المقدس شمال کی جانب ہے، پس مدینہ منورہ میں بیت المقدس کی جانب چہرا کرنے سے بیت اللہ کی جانب پیٹھ کرنا لازم آتا ہے اور اس حدیث میں یہی بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے دیکھا تو حضور علیہ السلام بیت المقدس کی چہرا کر کے قضاء حاجت فرمارہے تھے، پس ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام نے آبادی میں قضاء حاجت کے وقت بیت اللہ کی جانب پیٹھ کی ہے اور ایسا کرنا جائز ہے۔ لیکن احناف کی جانب سے اس حدیث کے مختلف جوابات دئے جاتے ہیں چنانچہ ایک جواب یہ دیا جاتا ہے کہ جناب! حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے چھت پر چڑھنے سے پہلے حضور علیہ السلام بیت اللہ کی جانب پیٹھ کئے ہوئے نہیں تھے مگر جب حضرت ابن عمرؓ چھت پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظران پر پڑی تو آپ علیہ السلام

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

بتقضاءِ حیاء اپنی جگہ سے کچھ متحرک ہوئے (جیسا کہ عمومی طور پر ایسے مواقع پر ہوتا ہے) پس اس متحرک ہونے اور ہیئت بدلنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ بیت اللہ کی جانب ہوگئی جس کو حضرت ابن عمرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل سمجھ کر بیان کردیا، جبکہ بعض علماء اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ قضاء حاجت کے وقت کعبہ کا استدبار کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ سے افضل ہیں اور افضل پر اپنے سے کم رتبہ والے کی تعظیم کرنا لازم نہیں ہے۔(۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۸﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۶﴾

عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰهُ علیه وسلم نَشٰی اِلٰی سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِماً. وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰهُ علیه وسلم بَالَ قَائِماً فَلَاتُصَدِّقُوْهُ،مَاكَانَ یَبُوْلُ اِلَّاجَالِساً۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا شرعی حکم کیا ہے وضاحت کے ساتھ تحریر کریں (ج) دونوں حدیثوں میں بظاہر جو تعارض ہورہا ہے اس تعارض کو دور کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے، ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی کوڑی پر تشریف لائے اور کھڑے ہوکر پیشاب کیا، اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے اگر کوئی تم سے یہ بیان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوکر پیشاب

(۱) الدر المنضود ۱/۹۹، السمح المحمود ۱/۶۰، تحفة الالمعی ۱/۲۰۹.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کرتے تھے تو اس کو سچا نہ سمجھنا آپ علیہ السلام بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔

جواب (ب)

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا شرعی حکم:

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا شرعی حکم کیا؟ ہے اس سلسلے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور جمہور فقہاء کا قول یہ ہے کہ بغیر عذر کے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکرہ تنزیہی اور عذر کی وجہ سے کرنا جائز ہے، اور حضرت امام مالکؒ کا قول یہ ہے کہ اگر پیشاب ایسی جگہ کیا جائے جہاں بیٹھ کر پیشاب کرنے میں بدن پر چھینٹے آنے کا اندیشہ ہوتو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے، اور حضرت سعیدؒ بن المسیب، عروۃ بن الزبیرؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا قول یہ ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مطلقاً جائز ہے۔

جواب (ج)

دونوں حدیثوں کے درمیان دفع تعارض:

واضح رہے کہ سوال میں مذکور دونوں احادیث میں بظاہر تعارض ہے، اور تعارض اس طور پر ہے کہ حضرت حذیفہؓ کی روایت سے حضور علیہ السلام کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ثابت ہوتا ہے جبکہ حضرت عائشہؓ کی حدیث مطلقاً حضور علیہ السلام سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی نفی کرتی ہے، لیکن بقول محدثین ان دونوں روایات کے درمیان حقیقتاً کوئی تعارض نہیں ہے اور تعارض نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اپنی روایات میں حضور علیہ السلام کی عام عادت شریفہ کو بیان کیا ہے، آپ علیہ السلام کی عام عادت یہی تھی کہ آپؐ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے اور حضرت حذیفہؓ نے گھر کے باہر پیش آنے والے ایک اتفاقی اور جزئی واقعہ کو بیان کیا ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۹﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۶﴾

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ: مَرَّ رَسُوْ لُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عَلٰی قَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا یُعَذَّبَانِ، وَمَایُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ،اَمَّاھٰذَافَکَانَ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنْ بَوْلِہٖ وَاَمَّاھٰذَا فَاِنَّہٗ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ ثُمَّ دَعَابِعَسِیْبٍ رُطَبٍ فَشَقَّہٗ بِاثْنَیْنِ فَغَرَسَ عَلٰی ھٰذَا وَاحِداً وَھٰذا وَاحِداً ثُمَّ قَالَ لَعَلَّہٗ یُخَفَّفُ عَنْھُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مطلب تحریر کریں (ج) اس روایت سے جو تین مسائل مستنبط ہوتے ہیں ان کو تحریر کریں (د) شاخ قبر پر لگانے کی مصلحت تحریر کریں اور اس عمل سے اہل بدعت جو ثابت کرنا چاہتے ہیں اس کو تحریر کرکے مدلل تردید کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے اور فرمایا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جارہا ہے، اور (یہ) عذاب کسی بڑی بات کی وجہ سے نہیں ہورہا ہے بلکہ (ایک قبر کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ) یہ تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا (اور دوسری قبر کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ) یہ چغل خوری کرتا تھا، پھر آپ علیہ السلام نے کھجور کی تازہ ٹہنی منگائی اور اس کو درمیان سے چیرا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک شاخ لگادی اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ (شاخیں) خشک ہو تب تک ان دونوں سے عذاب میں کچھ تخفیف ہوجائے۔

جواب (ب)

مطلب الحدیث:

اس حدیث شریف کا مطلب اس کے ترجمہ سے ظاہر ہورہا ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کا گذر دو قبروں کے پاس سے ہوا، آپ علیہ السلام نے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ارشاد فرمایا کہ ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور اسی کے ساتھ فرمایا "وما یعذبان فی کبیر" انہیں عذاب کسی بڑی بات کی وجہ سے نہیں ہو رہا ہے بلکہ ایک ایسے عمل کی وجہ سے ہو رہا ہے جسے یہ اپنی زندگی میں کرتے تھے اور اس کا کرنا اپنے خیال میں برا نہیں سمجھتے تھے، چنانچہ ان میں ایک صاحب قبر تو پیشاب کی چھینٹوں سے احتراز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا، پس ان دو اعمال کی بنیاد پر انہیں قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے، پھر آپ علیہ السلام نے کھجور کی ایک تازہ شاخ منگائی اور اس کو درمیان میں سے چیر کر دونوں قبروں پر اس کا ایک ایک ٹکڑا لگا دیا اور ارشاد فرمایا کہ شاید ان شاخوں کے خشک ہونے تک ان دونوں کے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جائے۔

جواب (د)

قبروں پر کھجور کی شاخ لگانے کی مصلحت:

اب یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان دونوں معذبین کی قبروں پر کھجور کی تازہ شاخ کس مصلحت سے لگائی تھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان کی قبروں پر کھجور کی تازہ شاخیں اس مصلحت سے لگائی تھیں کہ تازہ سبزہ اللہ رب العزت کے ذکر اور تسبیح میں مصروف رہتا ہے اس لئے یہ شاخیں بھی جب تک ہری رہیں گی تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف رہیں گی پس ان کی تسبیح اور آپ علیہ السلام کے دست مبارک کی برکت سے ان دونوں کے عذاب میں ان شاخوں کے خشک ہونے تک کچھ تخفیف ہو جائے گی۔

اہل بدعت حضور علیہ السلام کے اس عمل سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟:

واضح رہے کہ حضور علیہ السلام کے قبروں پر شاخ لگانے کے اس عمل سے اہل بدعت مزارات پھول چڑھانے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم قبروں پر پھول اسی لئے چڑھاتے ہیں تاکہ ان کی تسبیح کی برکت سے صاحب قبر کو کچھ فائدہ حاصل ہو جائے، لیکن حق یہ ہے کہ اس حدیث سے قبروں پر پھول چڑھانے کے جواز پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے اور اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی وجہ یہ ہے کہ جن قبروں پر حضور علیہ السلام نے کھجور کی شاخیں لگائی تھیں وہاں عذاب قبر میں تخفیف ان شاخوں کی تسبیح کی بنیاد پر نہیں ہوئی تھی اور نہ کسی سبزہ کی تسبیح میں اتنی طاقت ہے کہ وہ مردے سے عذاب قبر کو دور کردے بلکہ یہاں عذاب میں اصل جو تخفیف ہوئی تھی وہ اس لئے ہوئی تھی کہ آپ علیہ السلام نے اپنے دست اقدس سے ان شاخوں کو قبروں پر لگایا تھا، پس آپ علیہ السلام کے مبارک ہاتھ کی برکت ان دونوں کے عذاب قبر میں تخفیف ہوئی تھی، رہا اہل بدعت کا قبروں پر پھول چڑھانا تو اس میں چونکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اس لئے اہل بدعت کا یہ عمل کرنا اور اس حدیث سے اس عمل کے جواز پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔(١)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ١٠﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ٧﴾

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللّٰهُ علیه وسلم قَالَ: اِنَّمَالَکُمْ مِثْلَ الْوَالِدِ أُعَلِّمُکُمْ اِذَاذَهَبَ أَحَدُکُمْ اِلیٰ الْخَلاءِ فَلاَیَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلاَیَسْتَدْبِرُهَا وَلاَیَسْتَنْجِ بِیَمِیْنِهٖ وَکَانَ یَامُرُ بِثَلٰثَةِ احْجَارٍ وَیَنْهیٰ عن الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ.(وَ)عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ اِنَّ صَاحِبَکُمْ لَیُعَلِّمُکُمْ حَتَّی الْخِرَاءَةَ،قَالَ: أَجَلْ نَهَانَا اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْبَوْلٍ أَوْاَنْ نَسْتَنْجِیَ بِاَیْمَانِنَاأَوْنَکْتَفِیَ بِأَقَلِّ مِّنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ.

(الف) احادیث شریفہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) حضرت سلمانؓ کی روایت میں حضرت سلمانؓ کے جواب سے استہزء کرنے والے کا رد کیسے ہو رہا ہے کیا یہ جواب علی اسلوب الحکیم ہے سوچ کر تحریر کریں (ج) قضاء حاجت کے وقت قبلہ کے استقبال واستدبار کے سلسلے میں أئمہ کے مذاہب، مستدلات اور حنفیہ کے مسلک کی وجوہ ترجیح تحریر کریں (د) استنجاء بالاحجار میں تین کے عدد کی کیا حیثیت ہے اس سلسلے میں أئمہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں۔

(١) شرح النسائی ١/ ٦٢تا ٦٧،ایضاح النسائی ١٣٦ تا ١٤١،المکتفیٰ ١/ ١٨١ تا ١٨٣.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں (تعلیم وتربیت اور تادیب کے اعتبار سے) تمہارے لئے تمہارے والد کی طرح ہوں (پس میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں کہ) جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے تو داہنے ہاتھ سے استنجاء نہ کرے اور قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ نہ کرے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کا حکم دیتے تھے اور لید اور ہڈی سے استنجاء کرنے سے منع فرماتے تھے، (اور) حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ان سے ایک (کافر) شخص نے کہا کہ تمہارے صاحب (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں ہر چیز سکھاتے ہیں، یہاں تک کہ پیشاب وپاخانہ کرنا بھی سکھاتے ہیں حضرت سلمانؓ نے جواب دیا کہ جی ہاں آپ علیہ السلام نے ہمیں (پیشاب وپاخانہ کرنا بھی سکھایا ہے اور) پیشاب وپاخانہ کے دوران قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنے سے اور داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے سے اور تین ڈھیلوں سے کم میں پاکی حاصل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جواب (ب)

حضرت سلمانؓ کے جواب سے استہزا کرنے والے کا رد کیسے ہوا؟:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلمانؓ سے جس کافر نے یہ بات کہی تھی کہ تمہارے صاحب تمہیں ہر چیز سکھاتے ہیں یہاں تک پیشاب وپاخانہ کرنا بھی سکھاتے ہیں تو اس نے یہ بات بطور استہزا کے کہی تھی، لیکن حضرت سلمانؓ نے اس کو جواب میں قضاء حاجت کی ایک اسلامی تعلیم کی خبر دے دی تو کیا حضرت سلمانؓ کے اس جواب سے اس کافر کے استہزا کا رد ہوگیا؟

اس سوال کا جواب یہ ہے حضرت سلمانؓ کا یہ جواب، جواب علی اسلوب الحکیم تھا، اور آپؓ کے اس جواب سے جہاں اس کافر کے استہزا کا رد ہوا ہے وہیں اس کے سامنے اسلام کی اہمیت اور اس کی تعلیم بھی اجاگر ہوئی ہے، بایں طور کہ حضرت سلمانؓ نے اس کافر کو بتایا کہ ہمارا اسلام ایک ایسا جامع ترین مذہب ہے جو سونے اور جاگنے سے لیکر پیشاب وپاخانہ کرنے تک کے طریقے اور

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

آداب سکھاتا ہے، پس حضور علیہ السلام کا ہمیں ان معمولی معمولی چیزوں کی تعلیم دینا کوئی لعن وطعن اور استہزا کرنے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو اس دین کے کامل ومکمل ہونے کی دلیل ہے۔(۱)

جواب (ج)

قبلہ کے استقبال واستدبار میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

اس جزئیہ کا مفصل جواب اگرچہ سابق میں گذر چکا ہے لیکن یہاں خلاصۃ عرض ہے کہ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنے کے جواز اور عدم جواز میں أئمہ کا اختلاف ہے، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب تو یہ ہے کہ بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنا (خواہ آبادی میں ہو یا جنگل میں) مطلقاً ناجائز وحرام ہے، اور حضرات أئمہ ثلاثہ کا مذہب یہ ہے کہ قضاء حاجت کے دوران قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنا آبادی میں تو جائز ہے لیکن جنگل اور کھلی جگہ میں جائز نہیں ہے البتہ یہاں بھی اگر کوئی آڑ دستیاب ہوجائے تو پھر یہاں بھی جائز ہے۔

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے حضرت ابو یوب انصاریؓ کی روایت اور مذکورہ فی السوال احادیث سے استدلال کیا ہے، ان تمام احادیث میں قضاء حاجت کے وقت مطلقاً قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ حضرات أئمہ ثلاثہ نے اپنے مذہب پر حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابرؓ کی روایات سے استدلال کیا ہے، ان دونوں حضرات کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آبادی میں قضاء حاجت کے دوران قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنا جائز ہے، لیکن حنفیہ ان روایات کا مدلل جواب دیتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں بیت الخلاء میں قبلہ کی جانب چہرا یا پیٹھ کرنا خواہ آبادی میں ہو یا جنگل میں دونوں جگہ ناجائز وحرام ہے، (تفصیل سابق میں گزر چکی ہے)

مذکورہ مسئلہ میں احناف کے مسلک کی وجوہ ترجیح:

واضح رہے کہ قضاء حاجت کے وقت قبلہ کا استقبال واستدبار کرنے کے مسئلہ میں احناف کا مذہب بچند وجوہ دیگر مذاہب سے راجح ہے، ترجیح کی ان وجوہات میں سے سب سے پہلی

(۱) شرح النسائی اردو ۸۲/۱۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اوراہم وجہ یہ ہے کہ احناف نے اس مسئلہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایاہے''اذاأتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول ولاتستدبروھا ''(جب تم قضاءحاجت کیلئے بیت الخلاء جاؤتوپیشاب وپاخانہ کرتے وقت قبلہ کا استقبال واستدبارمت کرو)اس روایت کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ نے ذکرکیاہےاوریہ روایت محدثین کے نزدیک اس مسئلہ میں نہ صرف سب سے زیادہ صحیح ہے بلکہ قولی بھی ہے، جبکہ دیگرأئمہ نے جن روایات سے اپنے اپنے مذاہب پراستدلال کیاہے وہ روایات فعلی ہیں اوریہ قاعدہ ہے کہ تعارض کے وقت قولی روایات کو فعلی روایات پرترجیح ہوتی ہےپس بایں وجہ احناف کے مذہب کودیگرأئمہ کے مذاہب پرترجیح حاصل ہے۔(۱)

جواب(د)

تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنے میں أئمہ کے مذاہب اوردلائل:

تین ڈھیلوں سے استنجاء کرنا واجب ہے یا مسنون اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے چنانچہ اس سلسلے میں فقہاء کےدومذاہب ہیں....

مذہبِ اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اورداؤدظاہریؒ کا ہے، ان حضرات کے نزدیک ڈھیلوں سے استنجاء کرتے ہوئے تین ڈھیلوں کےعددکواختیارکرناصرف مسنون ہے۔

مذہبِ دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام شافعیؒ، امام احمدؒبن حنبل، اسحاق بن راھویہؒ کاہےان حضرات کےنزدیک ڈھیلوں سے استنجاء کرتے ہوئے تین کےعددکواختیارکرناواجب ہے۔(۲)

مذہبِ اول کی دلیل اوروجہ استدلال:

مذہب اول کے قائلین حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اورآپ حضرات کے مقلدین

(۱)تحفة الالمعی شرح جامع الترمذی ۱/۲۰۹.(۲) الکلام المجود ۱۵۵،ایضاح النسائی ۱/۱۶۱

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نے اپنے مسلک پر حضرت عائشہؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے، سنن ابی داوٗد میں حضرت عائشہؓ کے واسطے سے حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد مذکور ہے ''اذا خرج أحدکم الغائط فلیذھب بثلثة أحجار یستنطف بھا، فإنھا تستکفیه'' جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت کیلئے جائے تو اپنے ساتھ تین پتھر لے جائے تاکہ ان سے پاکی حاصل کرلے یہ تین پتھر (پاکی حاصل کرنے میں) اس کیلئے کافی ہو جائیں گے، یہ روایت صراحتاً احناف اور موالک کے مذکورہ مسلک کی دلیل ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ حدیث میں ''فإنھا تستکفیه'' کا جملہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ڈھیلوں سے استنجاء کرتے ہوئے اصل مقصد مقام کا صاف ہونا ہے اور یہ مقصد عمومی طور پر چونکہ تین پتھروں سے حاصل ہو جاتا ہے اس لئے احادیث میں تین کے عدد کی صراحت کردی گئی ہے پس ثابت ہوا کہ تین پتھروں کو استعمال کرنا لازم اور ضروری نہیں ہے بلکہ صرف مسنون ہے اور حسب ضرورت اس سے کم یا زیادہ پتھر بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

مذہبِ دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل نے اپنے مسلک پر ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں استنجاء کیلئے تین پتھر لیجانے کی اور اس تعداد سے کم پتھروں سے استنجاء کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے جیسا کہ احادیثِ مذکورہ فی السوال میں بھی اسی بات کا بیان ہے پس یہ حضرات ان احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور وجہ استدلال یہ ہے کہ ان احادیث میں صراحتاً استنجاء کیلئے تین پتھروں کو لیجانے کی تاکید اور تین سے کم میں استنجاء کرنے کی ممانعت ہے، پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین پتھروں کو ساتھ لیجانا اور ان سے استنجاء کرنا واجب اور ضروری ہے، اس سے کم میں اگر کسی نے پاکی حاصل کی تو جائز نہیں ہے۔

واضح رہے کہ مذہب اول کے قائلین کی جانب سے مذہب دوم کی اس دلیل کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ جناب! ان احادیث میں ثلاثہ کا عدد بصیغہ نہی اس کے وجوب پر دلالت کرنے کے اعتبار سے ذکر نہیں کیا گیا بلکہ عام طور پر اس کے استنجاء میں کفایت کر جانے کے اعتبار سے ذکر کیا گیا ہے، پس اس سے وجوب پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۱۱﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۸﴾

(الف) باب الرخصة فی الاستطابة بحجر واحد: کے تحت حدیث "اذا استجمر فاؤتر" کو ذکر کیا ہے آپ اس حدیث سے ترجمۃ الباب کو ثابت کریں (ب) نیز استنجاء بالاحجار کی تعداد کے متعلق أئمہ کے مذاہب اور دلائل تحریر کریں۔

جواب (الف)

حدیث سے ترجمۃ الباب کا ثبوت:

واضح رہے کہ حضرت امام نسائیؒ نے "باب الرخصة فی الاستطابة بحجر واحد" کے تحت حدیث "اذا استجمرت فاؤتر" کو ذکر کیا ہے، اس حدیث سے امام نسائیؒ کے ترجمۃ الباب کا ثبوت بایں طور ہو رہا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں استنجاء کرنے والے کو ڈھلوں کی تعداد میں ایتار اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور ایک کا عدد بھی وتر ہی ہوتا ہے، پس اس طرح ترجمۃ الباب اور حدیث کے درمیان مطابقت موجود ہے۔

جواب (ب)

استنجاء بالاحجار کی تعداد میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

اس جزئیہ کا مکمل و مفصل جواب سابقہ سوال کے تحت گذر چکا ہے، وہیں ملاحظہ فرمالیں۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۱۲﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۹﴾

(تَرْكُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: دَعُوْهُ وَلَا تُزْرِمُوْهُ، فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ۔

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) لاتزرموہ کے وہ معنی تحریر کریں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جوحضرت امام نسائی نے بیان کئے ہیں (ج) ترجمۃ الباب کا مقصد واضح کر کے حدیث شریف اور ترجمۃ الباب کے درمیان مطابقت ثابت کریں (د) نجس زمین کی تطہیر کے سلسلے میں ائمہ کے مذاہب لکھ کر بتائیں کہ حدیث باب کس کا مستدل؟ اور دوسرے فقہاء اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

پانی میں کسی حد کے مقرر نہ ہونے کا بیان: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی (شخص) نے مسجد (نبوی) میں پیشاب کر دیا، لوگ ان کی جانب (مارنے یا ہٹانے کے لئے) دوڑے تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو ان کا پیشاب بندمت کرو، پھر جب وہ پیشاب کر کے فارغ ہوگئے تو آپ علیہ السلام نے پانی کا ایک ڈول منگایا اور اس (پیشاب) کی جگہ بہادیا۔

جواب (ب)

لاتزرموہ کے وہ معنی جو امام نسائیؒ نے بیان کئے ہیں:

واضح رہے کہ حضرت امام نسائیؒ نے حدیث شریف کے جملے "لاتــزرمــوہ" کے معنی "لاتقطعوا علیه" بیان کئے ہیں، اس اعتبار سے اس جملہ کا محاوری ترجمہ ہوگا کہ ان کو پیشاب کرنے دو ان کا پیشاب بندمت کرو۔

جواب (ج)

ترجمۃ الباب کا مقصد اور حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت:

واضح رہے کہ اس ترجمۃ الباب سے حضرت امام نسائیؒ کا مقصد اس بات کو بیان کرنا ہے کہ پانی نجس اور ناپاک نہیں ہوتا ہے اور نا ہی ناپاک اور نجس ہونے کے اعتبار سے اس کی کوئی حد مقرر ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ حضرت امام نسائیؒ کا یہ مقصد اس حدیث سے کیسے ثابت ہو رہا ہے اور حدیث شریف کی ترجمۃ الباب سے مطابقت کس طرح ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام نسائیؒ کا مقصد اور ترجمۃ الباب اس حدیث سے اس طرح ثابت ہو رہا ہے کہ اس میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس بات کا بیان ہے کہ جب دیہاتی شخص نے مسجد میں پیشاب کیا تو آپ علیہ السلام نے اس پر صرف ایک ڈول پانی ڈلوایا، اور ظاہر ہے کہ ایک ڈول پانی قلیل ہی ہوتا ہے، اب اگر ماءِ قلیل ناپاکی سے ملنے کی وجہ ناپاک قرار دیا جائے تو یہاں اس ایک ڈول پانی سے مسجد کا پاک ہونا ثابت نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ ایک ڈول پانی ماءِ قلیل ہے پس یہ پیشاب پر گرتے ہی خود ناپاک ہوجائیگا مسجد کو پاک نہیں کرے گا، حالانکہ یہاں ایک ڈول پانی ہی سے مسجد پاک ہوئی ہے، پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی خواہ قلیل ہو یا کثیر نجاست کے ملنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے اور نا اس کے ناپاک ہونے کی کوئی حد مقرر ہے۔(۱)

جواب (د)

ناپاک زمین پاک کرنے میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

زمین اگر ناپاک ہوجائے تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے گا اس مسئلہ میں أئمہ کرام کے مابین اختلاف ہے، لیکن اس اختلاف کو سمجھنے سے پہلے یہ بات سمجھ لی جائے کہ نجاست اپنے اجزاء کے اعتبار سے دو قسم پر ہے (۱) ایک وہ نجاست ہے جس کے اجزاء زمین میں سرایت نہیں کرتے (۲) دوسری وہ نجاست ہے جس کے اجزاء زمین میں سرایت کرجاتے ہیں، پس نجاست اگر پہلی قسم کی ہے تو زمین سے نجاست کے زائل کردینے سے زمین بالاتفاق پاک ہوجاتی ہے اور اگر نجاست دوسری قسم کی ہے تو اس کے طریقہ تطہیر میں أئمہ کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں أئمہ کے دو مذاہب ہیں.......

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے، آپ کے نزدیک ایسی نجاست سے زمین کو پاک کرنے کا طریقہ جس کے اجزاء زمین میں سرایت کرجائیں تین ہیں اور تینوں طریقے احادیث سے ثابت ہیں (۱) پہلا طریقہ "جفاف" ہے یعنی زمین کا خشک ہوجانا، پس ناپاک زمین خشک ہوجانے کے بعد خود بہ خود پاک ہوجائیگی واضح رہے کہ اس طریقہ کی دلیل

(۱) ایضاح النسائی ۱/۱۷۵

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حضرت عائشہؓ کی روایت میں مذکور ہے حضرت عائشہؓ حضور علیہ السلام کا فرمان نقل کرتی ہیں کہ آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے" زکاة الارض یبسھا "زمین کی پاکی اس کا خشک ہوجانا ہے (۲) دوسرا طریقہ "صب الماء" ہے یعنی زمین پر پانی کو بہادینا اس سے بھی ناپاک زمین پاک ہوجائیگی اس طریقہ کی دلیل مذکورہ فی السول روایت ہے (۳) تیسرا طریقہ "حفر الارض" ہے یعنی زمین کے ناپاک حصہ کو کھود دینا اس سے بھی ناپاک زمین پاک ہوجائیگی، اس طریقہ کی دلیل حضور علیہ السلام کا ارشاد "خذوا ما بال علیه من التراب فألقوه ، الخ" ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب ائمہ ثلاثہ حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک ایسی نجاست سے زمین پاک کرنے کا طریقہ جس کے اجزء زمین میں سرایت کرجائیں صرف "صب الماء علی الارض "یعنی ناپاک زمین پر پانی کو بہانا ہے ان حضرات کے نزدیک زمین میں سرایت کرجانے والی نجاست سے اس طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے زمین پاک نہیں ہوگی۔

واضح رہے کہ ان حضرات نے اپنے اس مسلک پر مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کیا ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں ناپاک زمین پر ایک ڈول پانی بہانے کا حکم دیا گیا ہے اس معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں سرایت کرجانے والی نجاست سے زمین کو پاک کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے اس کے علاوہ کسی اور طریقہ سے زمین پاک نہیں ہوگی۔

جواب (د)

حدیث باب کس کا متدل ہے؟:

واضح رہے کہ حدیث باب حضرات ائمہ ثلاثہ کا متدل ہے، اور بظاہر احناف کے مسلک کے خلاف ہے، لیکن حق یہ ہے کہ یہ حدیث احناف کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں ناپاک زمین کی تطہیر کے طریقوں میں سے صرف ایک طریقے کو بیان کیا گیا ہے، پس اس سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یہ بات لازم نہیں آتی کہ ناپاک زمین کو پاک کرنے کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے، تطہیر ارض کے متعلق احادیث میں اور بھی طریقے مذکور ہیں جیسا کہ احناف بیان کرتے ہیں۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۱۳﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۹﴾

بَابُ التَّوْقِيتِ فِي الْمَاءِ: عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلیٰ اللّٰهُ عليه وسلمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَايَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ. فَقَالَ: اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمَلِ الْخُبثَ۔

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں (ب) توقیت کے مرادی معنی تحریر کریں (ج) قلیل اور کثیر پانی کی مقدار اور اس میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ائمہ کا اختلاف تفصیل کے ساتھ مع دلائل تحریر کریں (د) مذکورہ حدیث شریف اگر احناف کے خلاف ہو تو اس کی بھی تشفی بخش توجیہ کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

پانی کی تحدید کا بیان: حضرت عبداللہؓ بن عمر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے پانی کے متعلق معلوم کیا گیا جس پر چوپائے (جانور) اور درندے آتے جاتے ہوں تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب پانی دو قلوں کے بقدر ہو تو وہ ناپاکی کو نہیں اُٹھاتا ہے۔

جواب (ب)

توقیت کے مرادی معنی:

واضح رہے کہ توقیت کے مرادی معنی تحدید کے ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ یہ باب ہے پانی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کی تحدید کے بیان میں کہ پانی کی ناپاک ہونے کے اعتبار سے کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔

جواب (ج)

نجاست کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟:

نجاست گرنے پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہوتا ہے تو کتنا ہوتا ہے اور کتنا نہیں ہوتا اس سلسلے میں ائمہ کرام کے مابین اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ان حضرات کے مختلف مذاہب ہیں...

مذہبِ اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ہے آپ کے نزدیک پانی کی دو قسمیں ہیں (۱) ماء کثیر (۲) ماء قلیل، ماء کثیر وہ پانی ہے جس میں نجاست گر کے سرایت نہیں کرتی ہے اور نہ پانی کے اوصافِ ثلاثہ یعنی رنگ، مزہ اور بو میں سے کوئی وصف تبدیل ہوتا ہے، پس یہ پانی حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک متحمل نجاست ہے اور نجاست گرنے بعد جب تک اس پانی کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی ایک وصف تبدیل نہ ہو یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے، اور ماء قلیل وہ پانی ہے جس میں نجاست گر کے سرایت کر جاتی ہے، یہ پانی امام صاحبؒ کے نزدیک متحمل نجاست نہیں ہے، بلکہ نجاست گرنے سے مطلقاً ناپاک ہو جاتا ہے، اب کتنے پانی میں نجاست گر کر سرایت کر جاتی ہے اور کتنے میں نہیں کرتی اس کے متعلق احناف کے تین قول ہیں..

(۱) حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ مبتلیٰ بہ کی رائے پر موقوف ہے جس پانی کو وہ یہ سمجھے کہ اس میں نجاست گر کر سرایت کر سکتی ہے وہ پانی متحمل نجاست نہیں ہے بلکہ ماء قلیل ہے اور جس کو وہ ایسا نہ سمجھے وہ متحمل نجاست ہے یعنی ماء کثیر ہے۔

(۲) حضرت امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پانی میں نجاست کے سرایت کرنے کا مدار پانی کی حوض پر ہے اگر حوض کبیر ہے تو اس میں موجود پانی متحمل نجاست (یعنی ماء کثیر) ہے اور اگر حوض صغیر ہے تو اس کا پانی متحمل نجاست نہیں ہے بلکہ ماء قلیل ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(۳) حضرت امام محمدؒ کے نزدیک اس کا مدار پانی کے دہ دردہ ہونے پر ہے اگر پانی دہ دردہ ہے تو متحمل نجاست یعنی ماءِ کثیر ہے اور اگر اس سے کم ہے تو وہ متحمل نجاست نہیں بلکہ ماءِ قلیل ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ کا ہے آپ کے نزدیک پانی کے متحمل نجاست ہونے کے اعتبار سے کوئی مقدار متعین نہیں ہے بلکہ ہر وہ پانی جو نجاست گرنے سے کسی بھی اعتبار سے متغیر ہو جائے آپ کے نزدیک ماءِ قلیل اور ناپاک ہے اور جو پانی نجاست گرنے سے متغیر نہ ہو وہ ماءِ کثیر اور پاک ہے۔ واضح رہے کہ حضرت امام مالکؒ کا یہ مذہب احناف کے مذہب کے قریب قریب ہے۔

مذہب سوم:

تیسرا مذہب حضرت امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل اور اسحاق بن راہویہؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک پانی کے نجاست کا تحمل کرنے یا نہ کرنے میں دو قلوں کی مقدار متعین ہے، پس جو پانی دو قلے ہو وہ ان کے نزدیک ماءِ کثیر ہے، نجاست گرنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہے اور جو اس سے کم ہو وہ ماءِ قلیل ہے، نجاست گرنے سے مطلقاً ناپاک ہو جاتا ہے۔

مذہبِ اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذکورہ مسئلہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ نے اپنے مسلک پر نسائی شریف ہی کی ایک روایت سے استدلال کیا ہے نسائی شریف میں حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے "لا یبولنَّ احدکم فی الماء الدائم ثم یتوضأ منه" "تم میں سے کوئی شخص ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کر کے اس سے وضو نہ کرے، احناف اس حدیث سے بایں طور استدلال کرتے ہیں اللہ کے نبی نے ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کر کے اس سے وضو کرنے سے منع کیا ہے اور ٹھیرا ہوا پانی عموماً قلیل ہی ہوتا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ تھوڑا پانی متحمل نجاست نہیں ہوتا ہے بلکہ نجاست گرنے سے مطلقاً ناپاک ہو جاتا ہے، اس کے برخلاف کثیر پانی متحمل نجاست ہوتا ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وہ نجاست کے گرنے سے مطلقاً ناپاک نہیں ہوتا ہے بلکہ اس وقت ناپاک ہوتا ہے جب اس کے اوصافِ ثلاثہ میں سے کوئی ایک وصف تبدیل ہو جاتا ہے، اور اس کی دلیل حضور علیہ السلام کا ارشاد "ان الماء طھور لاینجسه شئی الاما غلب علیٰ ریحه وطعمه ولونه" ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز اس وقت تک ناپاک نہیں کرتی جب تک اس کے رنگ، مزہ یا بو پر غالب نہ آجائے، اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماءِ کثیر نجاست گرنے سے مطلقاً ناپاک نہیں ہوتا ہے بلکہ احد الاوصاف بدلنے سے ناپاک ہوتا ہے۔

مذہبِ دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

حضرت امام مالکؒ نے اپنے مسلک پر ترمذی شریف کی روایت سے استدلال کیا ہے، ترمذی میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ ارشاد مذکور ہے "ان الماء طھور لاینجسه شئی الاما غلب علیٰ ریحه وطعمه ولونه" پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز اس وقت تک ناپاک نہیں کرتی جب تک اس کے رنگ، مزہ یا بو پر غالب نہ آجائے، اس روایت سے امام مالکؒ نے بایں طور استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ السلام اس حدیث میں پانی کو مطلقاً پاک قرار دیا ہے الا یہ کہ اس کے اوصاف ثلاثہ میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے، پس معلوم ہوا کہ پانی اپنی اصل کے اعتبار سے پاک ہے لیکن کسی چیز کے گرنے سے اگر اس کا کوئی وصف متغیر و تبدیل ہو جاتا ہے تو پھر وہ پانی خواہ کثیر ہو یا قلیل بہر صورت ناپاک ہو جاتا ہے۔

مذہبِ سوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے مسلک پر مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کیا ہے، یہ حدیث محدثین وفقہاء کی اصطلاح میں حدیثِ قلتین کہلاتی ہے، اس حدیث میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں "اِذَا کَانَ الْمَاءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمَلِ الْخُبثَ" پانی جب دو قلے کے بقدر ہو تو وہ نجاست کو نہیں اُٹھاتا ہے یعنی ناپاک نہیں ہوتا ہے، اس روایت سے ان حضرات نے بایں طور استدلال کیا ہے حضور علیہ السلام نے اس روایت میں دو قلے پانی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کو متحمل نجاست یعنی ماء کثیر قرار دیا ہے پس معلوم ہوا کہ دو قلے پانی میں اگر کوئی نجاست گر جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا اور اگر اس سے کم ہے تو ناپاک ہو جائے گا۔

جواب (د)

مذکورہ فی السوال حدیث کی تشفی بخش توجیہ:

واضح رہے کہ حدیثِ مذکورہ فی السوال احناف کے خلاف اور شوافع کی دلیل ہے، احناف نے اپنے مسلک کی تائید کرتے ہوئے اس حدیث کی مختلف توجہات کی ہیں ان توجہات میں سے پہلی توجیہ یہ ہے کہ یہ حدیث سند، متن اور مصداق تینوں کے اعتبار سے مضطرب ہے، پس غیر مضطرب روایات کے مقابلہ میں اس سے استدلال کرنا تام نہیں ہے، دوسرا جواب یہ ہے اس حدیث کے الفاظ ''لم یحمل الخبث'' کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ پانی نجاست کو نہیں اُٹھاتا ہے یعنی ناپاک نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ اگر پانی دو قلے کے برابر ہو اور اس میں کوئی نجاست گر جائے تو وہ متحمل نجاست نہیں ہوتا ہے بلکہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم وعلمہ أتم۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۱۴﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۱۰﴾

عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ قَتَادَةَ دَخَلَ عليها فَسَكَبْتُ لَهُ وَضُوْءً فَجَاءَتْ هِرَّةٌ فَشَرِبَتْ مِنْهُ فَأَصْغى لَهَا الإِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ، قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَتَعْجَبِيْنَ يَاابْنَةَ أَخِيْ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلمَ قَالَ: إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عليكم وَالطَّوَّافَاتِ.

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں (ب) مطلب تحریر کریں
(ج) بلی کو طواف کہنے کی وجہ تحریر کر کے سور ہرہ کے متعلق أئمہ کے مذاہب مدلل تحریر

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کریں (د) سورہرہ کی کراہت کے کون لوگ قائل ہیں اور وہ اس روایت کا کیا جواب دیتے ہیں یہ بھی تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت کبشہؓ بنتِ کعب (جو حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ کی اہلیہ محترمہ ہیں) سے مروی ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ (ایک مرتبہ) ان کے پاس تشریف لائے، میں نے ان کو وضو کراتے ہوئے وضو کا پانی ڈالنا شروع کیا اسی درمیان میں ایک بلی آگئی اور وضو کے پانی والے برتن سے پانی پینے لگی حضرت ابوقتادہؓ نے برتن کو اس کی جانب جھکا دیا یہاں تک کہ بلی نے اس سے پانی پی لیا، حضرت کبشہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوقتادہؓ نے دیکھا کہ میں ان کی جانب (تعجب سے) دیکھ رہی ہوں تو آپؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجی کیا تم تعجب کر رہی ہو میں نے کہا جی ہاں تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے بلی نجس نہیں ہے بلکہ یہ تو تم پر چکر لگانے والی اور گھومنے والی ہے۔

مطلب الحدیث:

حدیثِ مذکورہ کا مطلب ترجمہ سے واضح ہو رہا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوقتادہؓ ایک مرتبہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کے گھر تشریف لائے آپؓ کو کسی وجہ سے وہاں وضو کی ضرورت پیش آگئی چنانچہ آپؓ وضو کرنے بیٹھے تو آپؓ کی بہو حضرت کبشہ آپ کو وضو کرانے لگی اسی درمیان ایک بلی آگی اور اس نے پانی کو پینا شروع کر دیا حضرت ابوقتادہؓ نے جب یہ دیکھا تو پانی کے برتن کو اور جھکا دیا تا کہ بلی آسانی سے پانی پی لے، حضرت کبشہ فرماتی ہیں مجھے اپنے سسر حضرت ابوقتادہؓ کے اس عمل سے بہت تعجب ہوا اور میں حیرت کے ساتھ ان کو دیکھنے لگی حضرت ابوقتادہؓ نے جب دیکھا کہ میں ان کے اس عمل پر حیران ہوں تو ارشاد فرمایا کہ اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے بلی گھروں میں بار بار چکر لگانے والی ہے اس لئے یہ ناپاک نہیں ہے (اور اسی لئے اس کا جھوٹا بھی ناپاک نہیں ہے)۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (ج)

بلی کو طوّاف کہنے کی وجہ:

واضح رہے کہ اس حدیث شریف میں بلی کو طوّاف اس کے گھروں میں کثرت سے آنے اور جانے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

سورِ ہرّہ کے متعلق أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

بلّی کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک اس مسئلہ میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں فقہاء کے دو مذاہب ہیں..

مذہبِ اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ، امام حسنؒ بن زیاد، امام حسنؒ بصری وغیرہ کا ہے ان حضرات کے نزدیک بلّی کا جھوٹا مکروہِ تنزیہی ہے۔

مذہبِ دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل، امام ابو یوسفؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک بلّی کا جھوٹا پاک ہے، اگر بلّی پانی میں منہ ڈال دے تو اس پانی سے وضو کرنا درست ہے۔

مذہبِ اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور مذہبِ اول کے قائل دیگر حضرات نے اپنے مسلک پر شرح معانی الآثار کی ایک روایت سے استدلال کیا ہے، وکیلِ احناف حضرت امام طحاویؒ نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں حضرت ابو ہریرۃؓ کے حوالہ سے حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے "طھور الاناء اذا ولغ فیه الھر ان یغسل مرة او مرتین" "بلّی جب کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس (برتن) کو ایک مرتبہ یا فرمایا دو مرتبہ دھوؤ، اس روایت سے بلّی کے جھوٹے کو ناپاک قرار دینے والوں نے بایں طور استدلال کیا ہے حضور علیہ السلام نے بلّی کے جھوٹے برتن کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ایک مرتبہ یا دومرتبہ دھونے کا حکم فرمایا ہے، پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بلّی کا جھوٹا اپنی اصل کے اعتبار سے ناپاک ہے اگر یہ پاک ہوتا حضور علیہ السلام ہرگز بلّی کے چاٹے ہوئے برتن کودھونے کا حکم نہ فرماتے لیکن بلّی چونکہ اکثر وپیشتر گھروں میں آتی جاتی رہتی ہے اس لئے عمومِ بلویٰ کی بنیاد پر یہ حضرات اس کے جھوٹے کومطلقاً ناپاک قرار نہ دیکر مکروہ قرار دیتے ہیں۔

مذہبِ دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہبِ دوم کے قائلین حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل اور دیگر حضرات نے اپنے مسلک پر مذکورہ فی السوال حدیث اور حضرت عائشہؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے، مذکورہ فی السوال حدیث سے تو ان حضرات کا ستدلال بالکل واضح ہے، بایں طور کہ حضرت ابوقتادہؓ نے وضوکرتے ہوئے وضوکا پانی بلّی کو پلادیا اگر بلّی کا جھوٹا ناپاک ہوتا تو حضرت ابوقتادہؓ ایسا عمل ہرگز نہ فرماتے، رہی حضرت عائشہؓ کی روایت تو وہ طحاوی شریف میں مذکور ہے حضرت عائشہؓ خود ارشاد فرماتی ہیں ”کنت أغتسل أنا ورسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیہ وسلم من الاناء الواحد وقد اصابت الھر منه قبل ذلک“ میں اور رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے حالانکہ ہمارے غسل کرنے سے پہلے بلّی اس برتن سے پانی پی جاتی تھی، اس روایت سے بھی ان حضرات کا اپنے مسلک پر استدلال کرنا بالکل واضح ہے روایت میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام جس برتن سے غسل فرماتے تھے آپ علیہ السلام کے غسل کرنے سے پہلے بلّی اس برتن میں منہ ڈال کر اس سے پانی پی جاتی تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلّی کا جھوٹا (خواہ پانی ہو یا کچھ اور) ناپاک نہیں ہے اس لئے کہ اگر یہ ناپاک ہوتا تو حضور علیہ السلام ہرگز بلّی کے جھوٹے پانی سے غسل نہ فرماتے پس اس پانی سے آپ علیہ السلام کا غسل فرمانا اس کے پاک ہونے کی واضح دلیل ہے۔

جواب (د)

سورِ ہرّہ کی کراہت کے کون لوگ قائل ہیں؟:

واضح رہے کہ سورِ ہرہ کی کراہت کے احناف قائل ہیں، اور حضرت کبشہؓ کی اس روایت کا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

یہ جواب دیتے ہیں کہ اس حدیث میں بلی کا جھوٹا پاک ہونے کی اصل علت حضور علیہ السلام کا ارشاد "اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ وَالطَّوَّافَات" قرار دی گئی ہے، لیکن حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بلی کا جھوٹا پاک ہے جیسا کہ آپ حضرات نے لیا ہے، بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ بلی کا ظاہر بدن پاک ہے اور چونکہ یہ گھروں میں آتی جاتی رہتی ہے اس لئے اگر یہ بستر وغیرہ میں گھس جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، بستر وغیرہ اس کے داخل ہونے ناپاک نہیں ہونگے، اور اگر بالفرض اس روایت سے بلی کا جھوٹا پاک ہونے پر استدلال کر بھی لیا جائے تب بھی زیادہ سے زیادہ اس سے بلی کے جھوٹے کا مکروہ ہونا ثابت ہوگا مطلقاً طاہر ہونا ثابت نہیں ہوگا۔(۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۱۵﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۱۱﴾

عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ اَتَانَا مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰهِ علیه وسلم فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَاكُمْ مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ۔

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں (ب) سور حمار کے بارے میں فقہاء کے مذاہب تحریر کریں (ج) اتنی صریح روایت کے باوجود جن فقہاء نے سور حمار کو مشکوک قرار دیا ہے ان کی دلیل بھی تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے منادی آئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تمہیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں اس لئے کہ یہ ناپاک ہے۔

(۱) الکلام المجود ۳۳۶۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (ب)

سورحمار کے متعلق فقہاء کے مذاہب:

گدھے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک اس سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے، چنانچہ اس مسئلہ میں فقہاء کے دو مذاہب ہیں......

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے آپ کے نزدیک، گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ، اور حضرت امام شافعیؒ کا ہے، ان حضرات کے نزدیک گدھے کا جھوٹا پاک ہے۔(۱)

جواب (ج)

سورحمار کے مشکوک ہونے کی دلیل:

جن فقہاء نے سورحمار کو مشکوک قرار دیا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ گدھا چونکہ انسانوں میں رہتا ہے اور لوگوں کے کام بھی آتا ہے اس لئے اس کے جھوٹے کو مکمل ناپاک قرار دینے میں حرج ہے اور حرج اسلامی شریعت میں مدفوع ہے اس لئے اس کے جھوٹے کو ہم نے اس کو مشکوک قرار دیا ہے۔(۲)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۱۶﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۱۱﴾

عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ: طَلَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہُ علیہ وسلمَ وَضُوءً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلمَ هَلْ مَعَ أحَد منکمْ مَاءً فَوَضَعَ یَدَهُ فِی الْمَاءِ وَیَقُوْلُ تَوَضَّؤُا بِسْمِ اللّٰہِ فَرَأَیْت الماء یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ حَتّٰی تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ۔

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں (ب) یہ روایت ''بــاب التسـمیة

(۱) المکتفی بحل المجتبی ۱/۱۴۸۔(۲) المکتفی بحل المجتبی ۱/۱۴۸۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عـنـد الـوضـو" کے تحت مذکور ہے، اس روایت سے استدلال کا طریقہ کیا ہے تحریر کریں
(ج) آپ تسمیہ عند الوضو کے متعلق فقہاء کے مسالک مع دلائل بیان کریں۔

جواب (الف)

ترجمة الحدیث:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے بعض صحابہؓ نے وضو کا پانی مانگا، آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ پھر آپ علیہ السلام نے اپنا مبارک ہاتھ پانی میں رکھا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر وضو کرو۔ پس میں نے دیکھا کہ پانی آپ علیہ السلام کی انگلیوں میں سے نکل رہا تھا یہاں تک کہ مجمع کے آخری فرد تک نے وضو کر لیا۔

جواب (ب)

اس روایت سے استدلال کا طریقہ:

اس روایت سے حضرت امام نسائیؒ نے وضو میں تسمیہ پڑھنے کے واجب ہونے پر استدلال کیا ہے، طریقہ استدلال یہ ہے مذکورہ فی السوال اس روایت میں یہ ارشاد ہے "توضؤا بسم اللہ" اللہ کا نام لیکر وضو کرو، اور "توضؤا" امر کا صیغہ ہے، اور امر وجوب کیلئے آتا ہے، پس معلوم ہوا کہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔

جواب (ج)

وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کے متعلق أئمہ کے مذاہب:

وضو کے آغاز میں بسم اللہ شریف پڑھنے کا کیا حکم ہے اس سلسلے میں فقہاء کرام کے مابین اختلاف ہے چنانچہ اس مسئلہ میں فقہاء کے دو مذاہب ہیں.....

مذہب اول:

أئمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کے نزدیک وضو کے آغاز میں بسم اللہ شریف پڑھنا ایک روایت کے اعتبار سے سنت اور ایک روایت

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے اعتبار سے مستحب ہے۔

احناف میں سے صاحبِ ہدایہؒ نے اور حنابلہ میں سے حضرت علامہ ابن قدامہؒ نے استحباب کی روایت کو ترجیح دی ہے، جبکہ مالکیہ اور شوافع نے اس کے مسنون ہونے کو راجح قرار دیا ہے۔

مذہب دوم:

اس کے برخلاف حضرت امام اسحاقؒ بن راہویہ، بعض اہل ظاہر اور احناف میں سے شیخ ابن ھمامؒ کے نزدیک وضو کے آغاز میں بسم اللہ کا پڑھنا واجب ہے اگر کسی نے اس کو جان بوجھ کر ترک کر دیا تو اس پر وضو کا اعادہ کرنا لازم ہے۔

مذہبِ اول کی دلیل اور وجہِ استدلال:

مذہب اول کے قائلین حضرات أئمہ اربعہ نے وضو کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے کے عدمِ وجوب پر حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے، سنن دار قطنی اور سنن بیہقی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "من توضأ فذكر اسم الله تعالىٰ علىٰ وضوئه كان طهوراً لجسده، قال: ومن توضأ ولم يذكر اسم الله عليه كان طهوراً لأعضائه" "جس شخص نے وضو کیا اور وضو کے آغاز میں اللہ کا نام لیا تو یہ وضو اس کے تمام بدن کی پاکی ہے اور جس شخص نے وضو کیا اور وضو کے آغاز میں اللہ رب العزت کا نام نہیں لیا تو یہ وضو صرف اس کے اعضاء کی پاکی ہے۔

حضرات أئمہ اربعہ نے اس روایت سے بایں طور استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس وضو کو جس کے آغاز میں اللہ رب العزت کا نام نامی لے لیا جائے پورے بدن کی پاکی قرار دیا ہے اور اس وضو کو جس میں اللہ رب العزت کا نام نہ لیا جائے صرف اعضاء وضو کی پاکی قرار دیا ہے، پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر بسم اللہ پڑھے کیا جانے والا وضو بھی جائز و معتبر ہے، وضو کے آغاز میں بسم اللہ کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کے سنت یا واجب ہونے کی کیا دلیل ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک مرفوع روایت ہے، حضرت امام طبرانیؒ نے اپنی مشہور کتاب معجم صغیر میں حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "یا أباھریرۃ! اذا توضأت فقل بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ فان حفظتک لا تبرح تکتب لک الحسنات حتی تحدث من ذلک الوضوء" أئمہ اربعہ نے اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے وضو کے آغاز میں بسم اللہ شریف کے پڑھنے کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے، اور استدلال بایں طور کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس روایت میں وضو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنے کو زیادتی فضیلت کا سبب بیان کیا ہے اور یہی استحباب کی واضح دلیل ہے۔(١)

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اپنے مسلک پر مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کیا ہے، اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرِ اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ" جو شخص وضو کے آغاز میں بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا ہے، اس روایت سے ان حضرات نے بایں طور استدلال کیا ہے اس روایت میں بغیر بسم اللہ پڑھے کئے جانے والے وضو کی جو نفی کی گئی ہے وہ نفی صحت ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وضو صحیح نہیں ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ وضو صحیح ہونے کیلئے بسم اللہ کا پڑھنا ضروری ہے اور اسی کا دوسرا نام واجب ہے۔

مذکورہ فی السوال حدیث کا جواب:

واضح رہے کہ مذکورہ فی السوال حدیث بظاہر احناف کے خلاف ہے لیکن احناف اس روایت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس روایت میں "توضوء" صیغہ امر برائے وجوب استعمال نہیں ہوا بلکہ برائے استحباب استعمال ہوا ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے "کلوا بسم اللّٰہ" بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو، پس جس طرح یہاں "کلوا" صغیہ امر وجوب کے لئے نہیں ہوتا ہے بلکہ استحباب کے لئے ہوتا ہے اسی طرح مذکورہ فی السوال حدیث میں "توضوء" صغیہ امر بھی استحباب کے لئے ہے، لہٰذا اس سے وضو میں تسمیہ پڑھنے کے واجب ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

(١) بذل المجھود، بیروت ١/٢٥٤ تا ٢٥٥

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ١٧﴾
﴿سنن نسائی صفحہ ١٥﴾

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ بِلَالٍؓ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ۔

(الف)حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) یہ روایت حضرت امام نسائیؒ نے ''باب المسح علی العمامة'' کے تحت ذکر کی ہے آپ امام نسائیؒ کا مقصد متعین کر کے اسکو روایت سے ثابت کریں (ج) مسح علی العمامہ کے متعلق ائمہ کے مذاہب اور دلائل تحریر کریں (د) جولوگ مسح علی العمامۃ کے جواز کے قائل نہیں ہیں وہ مذکورہ حدیث اور حدیث مغیرہؓ ''أن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مسح علی نا صیته وعمامته'' کا کیا جواب دیتے ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت بلالؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خفین اور عمامہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

جواب (ب)

''باب المسح علی العمامة'' سے امام نسائیؒ کا کیا مقصد ہے؟:

باب المسح علی العمامۃ سے حضرت امام نسائیؒ کا مقصد عمامہ پر مسح کے جواز کو ثابت کرنا ہے، اور آپؒ نے اس باب کے تحت حضرت بلالؓ کی مذکورہ فی السوال حدیث بیان کر کے اپنے اس مقصد کو اس طرح ثابت کیا ہے کہ اس حدیث میں حضور علیہ السلام کے خمار پر مسح کرنے کی خبر دی گئی ہے اور یہاں خمار سے عمامہ مراد ہے، پس ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام نے عمامہ پر مسح کیا ہے اور اس طرح مسح کرنا جائز ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب(ج)

"مسح علی العمامة" کے متعلق أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

وضو کرتے ہوئے سر کے بالوں ہی پر مسح کرنا ضروری ہے یا عمامے پر بھی کر لینا کافی ہے اس سلسلے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ اس مسئلے میں فقہاء کے دو مذاہب ہیں......

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور جمہور فقہاء کا ہے ان حضرات کے نزدیک وضو میں سر کے بالوں ہی پر مسح کرنا ضروری ہے عمامے پر مسح کرنے سے مسح کی فرضیت ادا نہیں ہوگی۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام احمد بن حنبلؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، امام اسحاقؒ وغیرہ کا ہے ان حضرات کے نزدیک وضو میں سر کے بالوں ہی پر مسح کرنا ضروری نہیں ہے عمامے پر بھی مسح کرنے سے مسح کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائلین اپنے مسلک پر قرآن وحدیث دونوں سے استدلال کرتے ہیں چنانچہ قرآن کریم سے ان حضرات کی دلیل آیت کریمہ" وامسحوا برؤسکم "ہے، اور وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! (وضو میں) اپنے سروں پر مسح کرو، پس معلوم ہوا کہ وضو کرتے ہوئے سر پر مسح کرنا فرض ہے لہذا عمامے پر مسح کرنے سے یہ فرض ادا نہیں ہوگا۔

اور حدیث شریف سے ان حضرات کی دلیل حضرت جابر بن عبداللہؓ کا اثر ہے، حضرت جابرؓ سے ایک مرتبہ معلوم کیا گیا کہ عمامہ پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں تو آپؓ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جائز نہیں ہے الا یہ کہ سر کے کچھ بالوں پر مسح ہو جائے، اس روایت سے بھی مذہب اول کے قائلین کا اپنے مسلک پر استدلال کرنا بالکل واضح ہے اور اس بھی یہی معلوم ہوتا ہے وضو کرتے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہوئے سر کو چھوڑ کر عمامے پر مسح کرنا جائز نہیں ہے اور اس سے مسح کی فرضیت ادا نہیں ہوتی ہے۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اپنے مسلک پر مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کیا ہے ان حضرات کا بھی اس حدیث سے استدلال کرنا بالکل واضح ہے اس میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام نے عمامہ پر مسح کیا ہے جو اس بات کی بین دلیل ہے کہ وضو میں سر ہی پر مسح کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ عمامہ پر بھی مسح کرنا کافی ہے اور اس بھی مسح کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے۔

جواب (د)

کیا حدیث مذکورہ فی السوال احناف کے خلاف ہے؟:

واضح رہے کہ مذکورہ فی السوال حدیث احناف کے خلاف ہے اور احناف کی جانب سے اس حدیث کے بہت سے جوابات دیے گئے ہیں لیکن ان تمام جوابات میں سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ یہ روایت، آیت کریمہ" وامسحوا برؤسکم "اور حضور علیہ السلام وصحابہ کرام کے اکثری عمل کے معارض ہے، اس لئے جمہور فقہاء نے اس روایت کو متروک العمل قرار دیا ہے۔

جواب (د)

مذکورہ حدیث اور حضرت مغیرةؓ کی حدیث کا جواب:

واضح رہے کہ جو لوگ مسح علی العمامہ کے جواز کے قائل نہیں ہیں وہ مذکورہ فی السوال حدیث اور حضرت مغیرةؓ کی حدیث" أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی ناصیتہ وعمامته "کے مختلف جوابات دیتے ہیں جن میں سے ایک جواب یہ ہے کہ جناب ان روایات میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے عمامہ پر مسح کیا ہے یہ اشتباہ ہے اور بات یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے عمامہ پر مسح نہیں کیا تھا بلکہ سر پر کیا تھا اور مسح کرنے کے بعد آپؐ نے اپنے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

عمامہ کو درست کیا تھا جس کو روای نے عمامہ پر مسح کرنا سمجھ کر روایت کر دیا، نیز ان روایات کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایات، آیت کریمہ "وامسحوا برؤسکم" اور حضور علیہ السلام وصحابہ کرام کے اکثری عمل کے معارض ہیں، اس لئے یہ قابل عمل نہیں ہیں اور جمہور فقہاء نے ان روایات کو متروک العمل قرار دیا ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۱۸﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۱۷﴾

عَنْ زِرٍّ قَالَ سَأَلْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رضی اللّٰہ عنہ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا مُسَافِرِيْنَ أَنْ نَمْسَحَ عَلَى خِفَافِنَا وَلَا نَنْزِعَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مطلب تحریر کریں (ج) زیر بحث مسئلہ میں اگر اختلاف ہو تو اس کو بھی مع دلائل تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت زرؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مسح علی الخفین کے متعلق معلوم کیا تو آپؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مسافر ہونے کی حالت میں خفین پر مسح کرنے کا اور اس بات کا حکم فرماتے کہ ہم اپنے خفین کو تین دن تک پیشاب، پاخانہ یا سونے کی وجہ سے نہ نکالیں علاوہ جنابت کے (یعنی غسل جنابت کی وجہ سے نکال دیں کیوں کہ جنابت کے غسل میں ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے)

جواب (ب)

مطلب الحدیث:

حدیث مذکورہ کا مطلب ترجمہ سے واضح ہو رہا ہے، حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہمیں سفر کی حالت میں اس بات کا حکم دیتے تھے کہ ہم اپنے خفین پر وضو کرتے ہوئے مسح کرلیا کریں، اور تین دن تک ان خفین کو علاوہ جنابت کے کسی اور وجہ مثلاً بول و براز یا نیند کی وجہ سے نہ نکالیں بلکہ اسی طرح ان پر مسح کرتے رہیں، ہاں اگر جنابت لاحق ہو جائے تو چونکہ اس میں غسل کرتے ہوئے تمام بدن کو دھونا ضروری ہوتا ہے اس لئے اس وقت ان خفین کو اتار دیں۔

واضح رہے کہ حضرت صفوانؓ بن عسال کی یہ حدیث جمہور فقہاء کے اس مذہب کی بین دلیل ہے مسافر کے لئے ایک مرتبہ خفین پہن لینے کے بعد ان پر صرف تین دن اور تین رات مسح کرنا جائز ہے اس کے بعد ان پر مسح کرنے کے لئے ان کو اتار کر دوبارہ باوضو ہونے کی حالت میں پہننا ضروری ہے۔ وسیاتی تفصیلہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جواب (ب)

مسح علی الخفین کی توقیت کے بارے میں ائمہ کرام کے مذاہب اور دلائل:

ایک مرتبہ خفین پہن لینے کے بعد ان پر کتنی مدت تک مسح کیا جاسکتا ہے اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے چنانچہ اس سلسلے میں فقہاء کے دو مذاہب ہیں.....

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبل اور جمہور فقہاء کرام کا ہے ان حضرات کے نزدیک ایک مرتبہ خفین پہن لینے کے بعد ان پر مسافر کیلئے تین دن تین رات اور مقیم کیلئے ایک دن ایک رات مسح کرنا جائز ہے اس کے بعد جائز نہیں ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ اور لیث بن سعدؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک خفین پر مسح کرنے کی مسافر و مقیم کسی کیلئے بھی کوئی مدت متعین نہیں ہے ہر آدمی خواہ مقیم ہو یا مسافر ایک مرتبہ خفین پہن کر جب تک چاہے ان پر مسح کرسکتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائلین اپنے مسلک پر مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کرتے ہیں اس حدیث میں صراحتاً حضور علیہ السلام کا ارشاد مذکور ہے" المسح علی الخفین للمسافر ثلثة أيام وللمقيم يوم وليلة "خفین پر مسح کرنے کی مدت مسافر کیلئے تین دن تین رات اور مقیم کیلئے ایک دن ایک رات ہے، اس حدیث سے ان حضرات کا استدلال بالکل واضح ہے حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ مسافر و مقیم دونوں کیلئے خفین پر مسح کرنے کی مدت متعین کردی گئی ہے پس ان دونوں کیلئے ایک مرتبہ خفین پہن کر اسی مدت تک ان پر مسح کرنا جائز ہے اس سے زائد جائز نہیں ہے۔(۱)

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اپنے مسلک پر اس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں مسافر و مقیم دونوں کیلئے مسح علی الخفین کی مدت کی تعیین کے بعد صحابیؓ کا یہ ارشاد مذکور ہے" ولو استزدناه لزدنا "اگر ہم حضور علیہ السلام سے خفین پر مسح کیلئے مزید مدت طلب کرتے تو آپ علیہ السلام ہمیں عطا فرمادیتے، مذہب دوم کے قائلین نے صحابیؓ کے اس ارشاد سے اپنے مسلک پر بایں طور استدلال کیا ہے کہ صحابیؓ کا یہ جملہ اس بات کی بین دلیل ہے حضور علیہ السلام نے مسافر و مقیم کیلئے خفین پر مسح کرنے کی جو مدت متعین کی ہے یہ کوئی حتمی مدت نہیں ہے بلکہ اس میں زیادتی بھی ہوسکتی ہے اگر خفین پر مسح کیلئے متعین کردہ یہ مدت حتمی ہوتی تو صحابیؓ ہرگز کوئی ایسا جملہ ارشاد نہ فرماتے جس سے اس مدت میں مزید زیادتی کا احتمال پیدا ہوتا، اب رہا یہ سوال کہ اس مدت میں اور کتنی زیادتی ہوسکتی ہے تو اس کا جواب یہ کہ اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق طحاوی شریف میں خود حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد مذکور ہے" امسح ما بدألک "جتنی مدت تک تم چاہو خفین پر مسح کرسکتے ہو، پس معلوم ہوا کہ خفین پر مسح کرنے کیلئے مسافر و مقیم کسی کیلئے بھی کوئی مدت متعین نہیں ہے اور جو مدت روایت میں بیان کی گئی ہے وہ حتمی نہیں ہے۔

المکتفی بحل المجتبیٰ ۱/.....

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب دوم کی دلیل کا جواب:

مذہب دوم کے قائلین نے خفین پر مسح کرنے کیلئے کسی مدت کے متعین نہ ہونے پر جن احادیث سے استدلال کیا ہے احناف کی جانب سے ان کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں ان جوابات میں سے ایک جواب یہ ہے کہ جس روایت میں صحابیؓ کے الفاظ" ولو استزدناه لزدنا "مذکور ہیں یہ روایت ضعیف ہے چنانچہ علامہ زیلعیؒ، علامہ ابن دقیق العیدؒ نے اس روایت میں ان الفاظ کی زیادتی کو غیر صحیح قرار دیکر کے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، اور رہی وہ روایت جس میں حضور علیہ السلام کا ارشاد" امسح ما بدألک " مذکور ہے تو یہ بھی ضعیف ہے اور خود امام ابوداؤدؒ نے"وقد اختلف فی اسناده ولیس هو با لقوی "فرما کر اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، پس مسح علی الخفین کی مدت کے متعلق صحیح روایات کے مقابلہ میں ان ضعیف روایات سے استدلال کرنا اور یہ کہنا کہ خفین پر مسح کرنے کوئی مدت متعین نہیں ہے صحیح نہیں ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۱۹﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۱۹﴾

عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ کُنْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَهُوَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَکَانَ یَغْسِلُ یَدَیْهِ حَتّٰی یَبْلُغَ اِبْطَیْهِ فَقُلْتُ: یَا اَبَاهُرَیْرَةَ! مَاهٰذَا الْوُضُوْءُ. فَقَالَ: یَابَنِیْ فَرُّوْخٍ اَنْتُمْ هٰهُنَا لَوْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ هٰهُنَا مَاتَوَضَّأْتُ هذا الْوُضُوْءَ سَمِعْتُ خَلِیْلِیْ صلی اللّٰهُ علیه وسلم یَقُوْلُ تَبْلُغُ حِلْیَةُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ یَبْلُغُ الْوُضُوْءُ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ و مطلب تحریر کریں (ب) حضرت امام نسائیؒ نے یہ روایت حلیۃ الوضوء کے تحت ذکر کی ہے، آپ اس کا مقصد متعین کریں اور روایت سے اس کو ثابت کریں (ج) حضرت ابوہریرہؓ کا عمل مرفوعا ثابت ہے یا یہ ان کا اپنا اجتہاد تھا؟ سوچ کر تحریر کریں۔ (د) اطالۃ غرۃ اور تحجیل کے مسئلہ میں ائمہ کے مذاہب خصوصا احناف اور شوافع کا مذہب تحریر کریں (ھ) بنی فروخ کے موجود ہونے کی صورت میں ایک اچھے کام کو ترک کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے تحریر کریں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابو حازمؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابو ہریرۃؓ کے پیچھے (کھڑا) تھا اور آپؓ نماز کے لئے وضو کر رہے تھے، آپؓ نے اپنے ہاتھوں کو بغلوں تک دھویا، میں نے معلوم کیا کہ اے ابو ہریرۃؓ یہ کیسا وضو ہے؟ تو آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ اے بنی فروخ تم یہاں موجود ہو، اگر میں یہ جانتا کہ تم یہاں ہو تو میں ایسا وضو نہ کرتا، میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مؤمن کا زیور (قیامت میں) وہاں تک ہوگا جہاں تک اس کو وضو پہنچے گا۔

مطلب الحدیث:

حدیث مذکورہ کا مطلب بقول حضرت ابو حازمؒ کے یہ ہے کہ ایک دن حضرت ابو ہریرۃ نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے اور میں آپؓ کے پیچھے کھڑا ہو آپؓ کو دیکھ رہا تھا، میں دیکھا کہ آپؓ نے وضو کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک نہ دھو کر بغلوں تک دھویا، مجھے آپؓ کے اس عمل سے بہت تعجب ہوا اور میں نے معلوم کیا کہ اے ابو ہریرۃؓ یہ آپؓ کیسا وضو کر رہے ہیں تو آپؓ نے میری آواز سنکر ارشاد فرمایا کہ اے بنی فروخ تم یہاں موجود ہو، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں موجود ہو تو میں ایسا وضو نہ کرتا، پھر آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب کل قیامت کا دن ہوگا اور نفسی نفسی کا ایک عالم ہوگا تو اس وقت مؤمن کے اعضاء اس طرح چمکتے ہوئے ہوں گے جس طرح زیور سے چمکتے ہیں، پس ہر مؤمن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک (اس کے اعضاء پر) وضو (میں پانی) پہنچتا ہوگا۔ (اس لئے میں نے آج اس طرح وضو کیا ہے)

جواب (ب)

ترجمۃ الباب سے امام نسائیؒ کا مقصد اور حدیث سے اس کا ثبوت:

واضح رہے کہ حدیث مذکورہ فی السوال کو حضرت امام نسائیؒ نے "باب حلية الوضوء" کے تحت بیان کیا ہے، اس ترجمۃ الباب سے حضرت امام نسائیؒ کا مقصد قیامت میں وضو کے اثر سے اعضاء وضو کے چمکنے کو ثابت کرنا ہے، چنانچہ صاحب ملتقیٰ فرماتے ہیں" فالغرض منه بيان الزينة

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

والعلامة من اثر الوضوء یوم القیامة ''اور آپؐ کا یہ مقصد اس روایت سے بدرجۂ اتم ثابت ہوتا ہے، بایں طور حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہے (قیامت کے دن) ہر مؤمن کا زیور وہاں تک ہوگا جہاں تک اس کا وضو پہنچے گا (یعنی جہاں تک وہ وضو میں اپنے اعضاء وضو کو دھوتا ہوگا) پس ثابت ہوگیا کہ قیامت میں مؤمن کو وضو کی وجہ سے ایسا زیور پہنایا جائے گا جس کی وجہ مؤمن کے اعضاے وضو چمکتے ہوئے ہوں گے اور یہی ان کے مؤمن ہونے کی پہچان ہوگی۔

جواب (ج)

کیا بغلوں تک ہاتھ دھونا حضرت ابوہریرۃؓ کا اجتہاد تھا؟:

واضح رہے کہ حضرت ابوہریرۃؓ کا وضو میں اپنے ہاتھوں کو بغلوں تک دھونا آپؓ کا اپنا اجتہادی عمل تھا جو آپؓ نے حضور علیہ السلام کے ارشاد ''تبلیغ حلیة المؤمن حیث یبلغ الوضوء'' سے اخذ کیا تھا، کسی صریح اور مرفوع روایت سے یہ عمل ثابت نہیں ہے۔

اطالة غرة اور تحجیل کے مسئلہ میں أئمہ کے مذاہب:

وضح رہے کہ اطالۃ غرۃ اور تحجیل وضو میں چہرے اور ہاتھ، پیروں کو انکی مقررہ حدود سے بڑھا کر دھونے کو کہتے ہیں، لیکن اس کے متعلق یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وضو میں اس طرح کرنا جائز ہے؟ تو اس کا جواب یہ کہ اس سلسلے میں فقہاء کا اختلاف ہے، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ تو یہ فرماتے ہیں کہ وضو میں اس طرح کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے ،البتہ عوام کے درمیان نہ کیا جائے تاکہ کوئی فتنہ پیدا نہ ہوسکے، اس کے برخلاف حضرت امام مالک کا فرمانا یہ کہ وضو میں اس طرح کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اعضاء ان کی مقررہ حد تک ہی دھونا ضروری ہے۔(۱)

جواب (ھ)

بنی فروخ کی موجودگی میں نیک عمل ترک کرنے کی وجہ:

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا کہ حضرت ابوہریرۃؓ نے حضرت ابوحازمؒ سے ''یابنی فروخ

(۱) المکتفی ۱/۲۶۹.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

انتم ھٰھنا لو علمت انکم ھٰھنا ما توضأت ھٰذا الوضوء ''کیوں فرمایا، کیا کسی کی موجودگی میں نیک عمل کو ترک کرنا جائز ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضرت ابو حازمؒ سے یہ جملہ اس لئے ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس وقت ایک مقتداء کی حیثیت رکھتے تھے اور مقتداء کے لئے عوام کے سامنے کوئی ایسا عمل کرنا جو امت میں انتشار پیدا کردے جائز نہیں ہے، اس لئے آپؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے بنی فروخ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم یہاں ہو تو میں اس طرح وضو نہ کرتا (بلکہ عام لوگوں ہی کی طرح وضو کرتا) لیکن اب جب کہ تم نے میرا یہ عمل دیکھ لیا ہے تو سنو! میں نے یہ عمل حضور علیہ السلام کے ارشاد ''تبلغ حلیة المؤمن حیث یبلغ الضوء'' کی بنیاد پر کیا ہے، پس میرا یہ عمل اس حدیث شریف سے مستفاد ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۲۰﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۱۹﴾

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْ لَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خَرَجَ اِلیٰ الْمَقْبَرَةِ فَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لاَحِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنِّیْ قَدْ رَأَیْتُ اِخْوَانَنَا، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلَسْنَا اِخْوَانَکَ؟ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانِیْ الَّذِیْنَ لَمْ یَاتُوْا بَعْدُ وَاَنَافَرَطُھُمْ عَلَی الْحَوْضِ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ تَعْرِفُ مَنْ یَاتِیْ بَعْدَکَ مِنْ اُمَّتِکَ، قَالَ: اَرَأَیْتَ لَوْ کَانَ لِرَجُلٍ خَیْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِیْ خَیْلٍ بُھْمٍ دُھْمٍ اَلاَیَعْرِفُ خَیْلَهٗ قَالُوْا بَلیٰ قَالَ فَاِنَّھُمْ یَاتُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُھُمْ عَلَی الْحَوْضِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مطلب تحریر کریں (ج) بل انتم اصحابی میں اخوت کی نفی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر'' المؤمنون اخوة ''کا کیا مطلب ہے سوچ کر تحریر کریں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (الف)

ترجمة الحدیث:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقبرہ (قبرستان) تشریف لے گئے (اور وہاں پہنچ کر) آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اے مؤمنین کی جماعت تم پر سلامتی ہو خدا نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، مجھے آرزو ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں، صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا تم تو میرے صحابہؓ ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے، اور میں ان کا حوض (کوثر) پر امیر ہونگا، صحابہؓ نے معلوم کیا کہ یا رسول اللہ! آپؐ ان لوگوں کو کیسے پہچانیں گے جو آپؐ کی امت میں آپؐ کے بعد آئیں گے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا بتاؤ اگر کسی کے پاس سفید پیشانی اور سفید ہاتھ اور پیروں والا گھوڑا نہایت سیاہ گھوڑوں میں ہو تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ضرور پہچانے گا، تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ (یعنی میرے بعد آنے والے لوگ) قیامت میں اس طرح آئیں گے کہ وضو کے اثر سے ان کے ہاتھ اور پیر چمکتے ہوئے ہوں گے اور میں حوض پر ان کا امیر ہوں گا۔

جواب (ب)

مطلب الحدیث:

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع تشریف لے گئے صحابہ کرامؓ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے وہاں جا کر مرحومین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا "السلام علیکم دار قوم مؤمنین و انا ان شاء الله بكم لاحقون وددت انی قد رأيت اخواننا" اے مؤمنین کی جماعت تم پر سلامتی ہو خدا نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں، مجھے آرزو ہے کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھوں، آپؐ کے ساتھ آنے والے صحابہؓ نے جب آپؐ کا یہ ارشاد سنا تو معلوم کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم آپؐ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم تو میرے صحابہؓ ہو (یعنی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تمہارا درجہ تو بھائیوں سے بڑھ کر ہے) میرے بھائی تو وہ لوگ ہیں جو ابھی دنیا میں نہیں آئے (بلکہ بعد میں آئیں گے) اور میں حوض (کوثر) پر ان کا امیر (یعنی ان کے کاموں کا انتظام کرنے) ہونگا، صحابہؓ نے معلوم کیا کہ یارسول اللہ! آپؐ کی امت کے جو لوگ آپؐ کے بعد (دنیا) میں آئیں گے آپؐ انہیں کس طرح پہچانے گے تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ شخص جس کے پاس سفید پیشانی اور سفید ہاتھ اور پیروں والا گھوڑا ہوتا ہے وہ اپنے گھوڑے کو نہایت سیاہ گھوڑوں کے درمیان میں نہیں پہچان لیتا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جی ہاں پہچان لیتا ہے، آپؐ فرمایا پس میرے بعد آنے والے لوگ قیامت میں اس طرح آئیں گے کی ان کی پیشانی اور ہاتھ اور پیر وضو کے اثر سے چمکتے ہوئے ہوں گے (پس اسی سے ان کی پہچان ہو جائے گی)

جواب (ج)

بل انتم اصحابی میں اخوت کی نفی ہے یا نہیں؟:

واضح رہے کہ حضور علیہ السلام نے اس حدیث میں اپنے ارشاد "بل انتم اصحابی" کہکر صحابہؓ سے اخوت کی نفی نہیں کی ہے بلکہ صحابہ کی فضیلت کو بیان کیا ہے، بایں طور کہ اے لوگو! تم میرے صحابہؓ ہو، تمہارا درجہ بھائیوں سے بڑھ کر ہے، جو لوگ ابھی دنیا میں نہیں آئے وہ تو صرف بھائی ہیں انہیں مرتبہ صحابیت حاصل نہیں ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۲۱﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۲۰﴾

قَالَ صَفْوَانُ بْنُ عَسَّالٍ رضی اللّٰہُ عنهُ كُنَّا إِذَا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہِ علیه وسلمَ فِیْ سَفَرٍ أَمَرَنَا أَنْ لَا نَنْزِعَهُ ثَلَاثاً إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ۔

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) حضرت امام نسائیؒ نے یہ حدیث

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

"باب الوضوء من الغائط والبول" میں ذکر کی ہے، آپ حدیث شریف کی باب سے مناسبت واضح فرمائیں (ج) کونسی نیند ناقض وضو ہے اور کون سی نہیں ہے اس مسئلہ کو بھی وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت زرؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مسح علی الخفین کے متعلق معلوم کیا تو آپؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مسافر ہونے کی حالت میں خفین پر مسح کرنے کا اور اس بات کا حکم فرماتے تھے کہ ہم اپنے خفین کو تین دن تک پیشاب، پاخانہ یا سونے کی وجہ سے نہ نکالیں علاوہ جنابت کے (یعنی غسل جنابت کی وجہ سے نکال دیں کیوں کہ جنابت کے غسل میں ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے)

جواب (ب)

حدیث شریف کی ترجمۃ الباب سے مطابقت:

واضح رہے کہ اس حدیث شریف کی ترجمۃ الباب "الوضوء من الغائط والبول" سے بظاہر کوئی مطابقت نہیں ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو یہاں ایک لطیف مطابقت ان دونوں کے درمیان موجود ہے، اور وہ لطیف مطابقت یہ ہے کہ اس حدیث میں بول و براز اور نوم غالب کی وجہ سے خفین پر مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور خفین پر مسح وضو کرتے ہوئے کیا جاتا پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بول و براز اور نوم غالب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اور یہی اس باب میں بیان کیا گیا ہے۔

جواب (ج)

کونسی نیند ناقض وضو ہے؟:

واضح رہے کہ نیند ہر حالت میں ناقض وضو نہیں ہے بلکہ صرف اس حالت میں ناقض وضو ہے جس میں انسان کی مقعد کا بندھن کھلنے اور اس کی ریح کے نکلنے کا احتمال ہوتا ہے اور یہ احتمال صرف

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس نیند میں پایا جاتا ہے جو انسان پر غالب آجاتی ہے، لہٰذا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ نیند جو انسان پر غالب آجائے وہ ناقض وضو ہے اور جو غالب نہ آئے وہ ناقض وضو نہیں ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

❁❁❁❁❁❁

﴿سوال ۲۲﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۲۱﴾

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰهِ عليه وسلمَ وَرِجْلَاىَ فِىْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَاسَجَدَ غَمَزَنِىْ فَقَبَضْتُ رِجْلِىَّ فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحٌ۔

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِىِّ عَنْ عَائِشَةَ. أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلمَ. كَانَ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهٖ ثُمَّ يُصَلِّىْ وَلَايَتَوَضَّاءُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَيْسَ فِىْ هٰذَا الْبَابِ حَدِيْثٌ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ. وإنْ كان مرسلاً وقد روى هذا الحديث الاعْمَشُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ عُرْوَةَ عنْ عَائِشَةَ۔

(الف) احادیث شریفہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مس مراۃ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف مدلل تحریر کریں (ج) امام نسائیؒ ان احادیث سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ تحریر کریں (د) ''قال: ابو عبد الرحمن ليس فى هٰذا الباب حديث احسن'' کی تسلی بخش تشریح کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے سامنے سوتی رہتی تھیں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور میرے پیر قبلہ کی جانب رہتے تھے پس آپ علیہ السلام جب سجدہ کرتے تو میرے پیر کو دباتے میں پیر سمیٹ لیتی پھر جب آپ علیہ السلام کھڑے ہو جاتے تو میں پیر پھیلا لیتی تھیں اور اس زمانے میں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنی کسی بیوی کا بوسہ لیا اور پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، حضرت ابوعبدالرحمٰن نسائیؒ فرماتے ہیں کہ اس باب (یعنی اس مسئلہ) میں اس سے اچھی روایت نہیں ہے اگرچہ یہ مرسل ہے، اور یہ حدیث ''الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن عروۃ عن عائشۃ'' اس سند سے بھی مروی ہے۔

جواب (ب)

مس مرأۃ کے متعلق أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

عورت کو چھونا ناقض وضو ہے یا نہیں اس مسئلہ میں أئمہ کے تین مذاہب ہیں۔

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک بغیر مباشرت فاحشہ کے عورت کو چھونا ناقض وضو نہیں ہے، ہاں اگر عورت کو چھونے میں مباشرت فاحشہ پائی جائے تو پھر خروج مذی وغیرہ کے احتمال کی وجہ سے ناقض وضو ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ کا ہے آپ کے نزدیک بھی اگرچہ مس مرأۃ ناقض وضو نہیں ہے لیکن مس مرأۃ میں اگر تین باتیں پائی جائیں تو پھر ناقض وضو ہے ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ عورت کبیرہ ہو دوسری یہ ہے کہ اجنبیہ ہو تیسری یہ ہے کہ مس بالشہوت ہو، پس ان تین باتوں کے ساتھ مس مرأۃ آپؒ کے نزدیک ناقض وضو ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب سوم:

تیسرا مذہب حضرت امام شافعیؒ کا ہے، آپ کے نزدیک مس مرأۃ خواہ صغیر کا ہو یا کبیرہ کا محرم کا ہو یا غیر محرم کا شہوت سے ہو یا بغیر شہوت کے پردہ سے ہو یا بغیر پردہ کے ہر حال میں ناقض وضو ہے۔

نوٹ:

واضح رہے کہ مذکورہ مسئلہ میں حضرت امام احمدؒ بن حنبل سے تین طرح کی روایات منقول ہیں ایک روایت احناف کے مطابق ہے دوسری امام مالکؒ کے مطابق ہے اور تیسری امام شافعیؒ کے مطابق ہے۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

أئمہ احناف نے اس مسئلہ میں اپنے مذہب پر مذکورہ فی السوال احادیث سے استدلال کیا ہے، ان احادیث میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ عمل مذکور ہے کہ آپؐ دوران نماز حضرت عائشہؓ کے پیر کو جب کی وہ آپؐ کے سامنے سوئی ہوئی ہوتی تھی چھوتے تھے تاکہ وہ اپنا پیر سمیٹ لیں اور سجدہ فرمالیں۔ نیز کبھی آپؐ اپنی زوجہ مطہرہ کا بوسہ لیکر وضو کئے بغیر نماز ادا فرمالیتے تھے۔

ان احادیث سے احناف نے اپنے مذہب پر بایں طور استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کا دوران نماز حضرت عائشہؓ کے پیر کو چھونا نیز آپؐ کا اپنی زوجہ مطہرہ کا بوسہ لیکر بغیر وضو کئے نماز اس بات کی دلیل ہے کہ مس مرأۃ ناقض وضو نہیں ہے، بالفرض اگر یہ ناقض وضو ہوتا تو حضور علیہ السلام خود ایسا نہ فرماتے۔

مذہب دوم وسوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم، وسوم کی دلیل سمجھنے سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ أئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل مس مرأۃ کے ناقض وضو ہونے کے قائل ہیں پس اس اعتبار سے ان تینوں حضرات کی دلیل مشترک ہے، اور دلیل یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

آیت وضو کے اندر ارشاد فرمایا ہے " وان کنتم مرضی او علی سفر او جآء احد منکم من الغائط او لٰمستم النساء فلم تجدوا مآء فتیمموا صعیدا طیباً " اور اگر تم مریض ہو جاؤ یا سفر میں ہو تو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے فارغ ہو کر آئے یا تم نے عورتوں کو چھویا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمّم کر لو۔

اس آیت سے ان حضرات کا استدلال بایں طور ہے کہ اس آیت میں اللہ رب العزت نے مس مرأۃ کے بعد پانی دستیاب نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کرنے کا حکم دیا ہے، پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مس مرأۃ ناقض وضو ہے، اگر یہ ناقض وضو نہ ہوتا تو اللہ رب العزت بھی اس کے بعد وضو اور تیمّم کا حکم نہ دیتے۔

مذہب دوم اور سوم کی مذکورہ دلیل کا جواب:

احناف مذہب دوم اور سوم کے قائلین کی مذکورہ دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آپ کی پیش کردہ اس آیت میں " لٰمستم النساء " سے مس مرأۃ بالید مراد نہیں ہے بلکہ اس سے جماع مراد ہے اور جماع کے ناقض وضو اور ناقض غسل ہونے کے ہم بھی قائل ہیں۔

جواب (ج)

امام نسائیؒ ان احادیث سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟:

واضح رہے کہ حضرت امام نسائیؒ ان مذکورہ احادیث سے مس مرأۃ بغیر شہوت کے ناقض وضو نہ ہونے کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

جواب (د)

قال ابوعبدالرحمٰن کی تشریح:

قال ابوعبدالرحمٰن سے حضرت امام نسائیؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ مس مرأۃ کے مسئلہ میں حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے مگر پھر بھی دوسری احادیث کے مقابلہ میں سند کے اعتبار سے مضبوط ہے، اور اس حدیث کے مرسل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ سے اس حدیث کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ابراہیم تیمیؒ روایت کرتے ہیں اور ابراہیم تیمیؒ کا سماع حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں ہے۔

لیکن واضح رہے کہ امام نسائیؒ کے اس حدیث کو مرسل قرار دینے سے احناف کے مذہب پر کوئی اثر واقع نہیں ہوتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے احناف کے نزدیک ثقہ رواۃ کی مراسیل قابل استدلال ہوتی ہیں۔

قولہ: الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت.....

یہاں سے امام نسائیؒ حضرت عائشہؓ کی اس روایت کے دوسرے طریق کو ضعیف قرار دے رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایک دوسرے طریق سے بھی مروی ہے وہ طریق یہ ہے کہ اس حدیث کو حضرت عائشہؓ سے عروہؒ نقل کرتے ہیں اور عروہؒ سے حبیبؒ بن ابی ثابت اور ان سے اعمشؒ روایت کرتے ہیں، لیکن اس حدیث کا یہ طریق ضعیف ہے اور ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہاں عروۃؒ سے عروۃؒ بن الزبیر مراد لیں تو حبیبؒ بن ابی ثابت کا سماع ان سے ثابت نہیں ہے، اور اگر عروۃؒ سے عروۃ المزنیؒ مراد لیں تو ان کا حضرت عائشہؓ سماع ثابت نہیں ہے، پس بایں وجہ اس طریق سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

لیکن واضح رہے کہ حضرت امام نسائیؒ کا اس حدیث کے اس دوسرے طریق کو ضعیف قرار دینا محققین کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے، اور اس کی وجہ یہ کہ حدیث کے اس طریق میں عروۃؒ سے عروۃؒ بن الزبیر ہی مراد ہیں اور رہا یہ کہنا کہ حبیب بن ابی ثابت کا سماع عروۃ بن الزبیر سے ثابت نہیں ہے تو یہ غلط ہے، سنن دارقطنی کی ایک روایت میں حبیبؒ بن ابی ثابت کا سماع عروۃؒ بن الزبیر سے ثابت ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۲۳﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۲۴﴾

(الف) بَابُ الَّذِیْ یَحْتَلِمُ وَلَا یَرَی الْمَاءَ: کے تحت حضرت ابو یوب انصاریؓ کی حدیث ''اِنَّ الْمَاءَ مِنَ الْمَاءِ'' کو ذکر کیا ہے، اس حدیث سے یہ مسئلہ کیسے ثابت ہو رہا ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس کوتحریر کریں (ب)اس حدیث کا مطلب اگر کسی صحابی نے بیان کیا ہوتو اس کوبھی تحریر کریں(ج)یہ حکم اب بھی باقی ہے یانہیں؟سوچ کرتحریر کریں۔

جواب:

حدیث شریف سے ترجمۃ الباب کا ثبوت:

واضح رہے کہ حضرت امام نسائیؒ نے ترجمۃ الباب ''باب الذی یحتلم ولا یری الماء'' میں اس مسئلہ کوذکر کیا ہے کہ اگر کسی شخص کوخواب میں احتلام ہوتے ہوئے نظر آئے اور بیدار ہونے کے بعداس کوکپڑے وغیرہ پرتری نظر نہ آئے تواس پرغسل کرناواجب نہیں ہے،اوراس مسئلہ کی دلیل حدیث ''انما الماء من الماء'' ذکر کی ہے،اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے اس حدیث سے حضرت امام نسائیؒ کا بیان کردہ یہ ترجمۃ الباب اور مسئلہ کیسے ثابت ہورہا ہے؟تواس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث شریف سے ترجمۃ الباب اور مسئلہ کا ثبوت بایں طور ہے کہ حدیث میں غسل کے پانی کومنی کے پانی کے نکلنے پرلازم قرار دیا گیا ہے اور انسان سے منی کا نکلنا دوصورتوں میں پایا جاتا ہے ایک جماع کی صورت میں دوسرے احتلام کی صورت میں اوراس حدیث کو ہم جماع کے متعلق نہیں کرسکتے اس لئے کہ جماع میں محض التقاء ختانین سے غسل واجب ہوجاتا ہے انزال ہونا شرط نہیں ہے،پس،معلوم ہوا کہ یہ حدیث احتلام کے متعلق ہے اوراس میں احتلام کا یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ اگر خواب میں کسی کوانزال ہوتا ہوا نظر آئے اور بیدار ہونے کے بعد اس کو منی کا کوئی اثر معلوم نہ ہوتو اس پرغسل کرناواجب نہیں ہے۔

کیا حدیث مذکورہ فی السوال کا یہ مطلب کسی صحابی سے منقول ہے؟

واضح رہے کہ حضرت امام نسائیؒ نے حدیث ''انما الماء من الماء'' سے یہ مسئلہ جوثابت کیا ہے کہ احتلام کی صورت میں غسل کا وجوب بیدار ہونے کے بعد منی کا اثر پائے جانے کی صورت میں ہے،اپنی جانب سے نہیں کیا ہے بلکہ اس حدیث کا یہ مطلب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے،چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا یہ قول مذکور ہے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

''انما الماء من الماء فی الاحتلام '' کہ پانی سے پانی واجب ہونے کا یہ حکم احتلام کے متعلق ہے۔

کیا یہ حکم اب بھی باقی ہے؟

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث مذکورہ فی السول کا یہ حکم کہ پانی پانی سے واجب ہوتا ہے، اب بھی باقی ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ حکم احتلام کے حق میں اب بھی باقی ہے اور احتلام کا آج بھی یہی حکم ہے کہ اگر آدمی کو سونے کی حالت میں احتلام ہوتا ہوا نظر آئے اور اُٹھنے کے بعد اُسے کسی طرح کی کوئی تری وغیرہ نظر نہ آئے تو اس پر غسل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ غسل منی کے اثرات پائے جانے ہی کی صورت میں واجب ہوتا ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۲۴﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۳۱﴾

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَاوِلِيْنِیْ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَتْ: اِنِّیْ حَائِضٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى اللّٰهِ عليه وسلم لَيْسَتْ حَيْضَتُکِ فِیْ يَدِکِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مسجد میں حائضہ یا جنبی کے داخل ہونے کے متعلق أئمہ کے مسالک تحریر کریں (ج) حضرت عائشہؓ کو جو اشکال تھا وہ ''لیست حیضتک فی یدک'' سے کیسے دور ہو گیا تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے مسجد سے بوریا اُٹھا کر دو میں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (ب)

مسجد میں حائضہ یا جنبی کے داخل ہونے میں أئمہ کے مذاہب:

جنبی شخص یا حائضہ عورت مسجد میں داخل ہوسکتی ہے یا نہیں اس سلسلے میں أئمہ کرام کے مختلف مذاہب ہیں، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ اور جمہور فقہاء کا مذہب تو یہ ہے کہ جنبی یا حائضہ کیلئے مسجد میں داخل ہونا، مسجد میں ٹھیرنا اور مسجد کو عبور کرنا جائز نہیں ہے، جبکہ حضرت امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ جنبی اور حائضہ کیلئے مسجد کو عبور کرنا تو جائز ہے البتہ اس میں رُکنا جائز نہیں ہے، اس کے برخلاف حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب یہ ہے کہ جنبی اگر حدث دور کرنے کی نیت سے وضو کرلے تو اس کیلئے مسجد میں داخل ہونا اور اس میں ٹھیرنا جائز ہے لیکن حائضہ کیلئے جائز نہیں ہے۔(۱)

جواب (ج)

حضرت عائشہؓ کا اشکال کیسے دور ہو گیا:

واضح رہے کہ حضرت عائشہؓ کو جو یہ اشکال تھا کہ حائضہ مسجد میں داخل نہیں ہوسکتی یہ اس وقت تھا جب ان کو اس مسئلہ کا مکمل علم نہیں تھا پھر حضور علیہ السلام کے ارشاد "لیست حیضتک فی یدک" سے ان کو اس مسئلہ کا مکمل علم حاصل ہو گیا تو ان کا یہ اشکال بھی دور ہو گیا اور اشکال دور ہونے کی اصل وجہ یہ ہوئی کہ وہ حضور علیہ السلام کے اس جملہ سے جان گئیں کہ حائضہ کے مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت دخول کامل کے اعتبار سے ہے اور چونکہ حیض کا تعلق انسان کے ہاتھ سے نہیں ہوتا ہے پس بایں وجہ حائضہ کیلئے اپنا وجود مسجد سے باہر رکھتے ہوئے صرف ہاتھ کو مسجد میں داخل کرنا دخول کامل میں شمار نہیں ہوگا۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

❁❁❁❁❁❁

(۱) درس ترمذی، بحوالہ معارف السنن ۱/ ۳۷۵۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۲۵﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۴۳﴾

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہُ عَنھا قَالَتْ: لَقَدْ رَأَیْتُنِی أَفْرُکُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہِ علیہ وسلمَ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) منی پاک ہے یا ناپاک؟ اور اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو اس کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ اس سلسلے میں ائمہ کے اختلافات مع دلائل تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پر اگر منی دیکھتی تو اس کو کھرچ ڈالتی تھیں۔

جواب (ب)

منی کی طہارت ونجاست کے بارے میں ائمہ کے مذاہب اور دلائل:

منی پاک ہے یا ناپاک اس سلسلے میں فقہاء کرام کے مابین اختلاف ہے چنانچہ اس مسئلہ میں ان حضرات کے دو مذاہب ہیں.......

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کا ہے، ان حضرات کے نزدیک منی مطلقاً نجس اور ناپاک ہے، اگر یہ کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو کپڑے کو پاک کرنے کیلئے دھونا ضروری ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا ہے، ان حضرات کے نزدیک منی پاک ہے،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اگر یہ کپڑے پر لگ جائے پاک کرنے کیلئے دھونا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کپڑے پر سے اس کو صاف کردیا جائے تب بھی کپڑا پاک ہوجائے گا۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائلین نے اپنے مسلک پر درج ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے
''سأل رجل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم أصلی فی ثوب الذی أتی فیه اھلی قال نعم، الا أن تریٰ فیه شیأ فتغسله ''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیا کہ کیا میں اس کپڑے میں نماز ادا کرسکتا ہوں جس کو پہن کر میں نے اپنے اھل سے مجامعت کی ہو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں (اس کپڑے میں نماز ادا کرسکتے ہوں) الّا یہ کہ اس میں اگر تم کسی چیز (مثلاً منی وغیرہ کولگا ہوا) پاؤ تو اس کو دھولو۔

اس روایت سے ان حضرات نے اپنے مذہب پر بایں طور استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے کپڑے پر منی لگ جانے کی صورت میں اس کو دھوکر نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے، پس اگر منی پاک ہوتی تو حضور علیہ السلام کپڑے پر لگی ہوئی منی کو دھونے کا حکم نہ دیتے بلکہ سائل کے جواب میں صرف نعم ارشاد فرما کر اسی حالت میں نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیے دیتے۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اپنے مذہب پر حضرت عائشہؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے
حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں ''کنت أفرک المنی من ثوب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ''میں حضور علیہ السلام کے کپڑے سے منی کو کھرچ دیتی تھی۔

اس روایت سے ان حضرات نے اپنے مذہب پر بایں طور استدلال کیا ہے کہ کپڑے پر کسی ناپاک چیز کے لگ جانے بعد اس کو کھرچ دینا کپڑے کو پاک نہیں کرتا ہے، اور حضرت عائشہؓ کی اس روایت کے مطابق حضور علیہ السلام کے کپڑے سے منی کھرچ دینے سے کپڑا پاک ہورہا ہے پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منی ناپاک نہیں ہے بلکہ پاک ہے اگر یہ ناپاک ہوتی تو حضرت عائشہؓ حضور علیہ السلام کے کپڑے پر سے اس کو کھرچنے کے بجائے کپڑے کو دھوکر پاک کرتیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

نیز منی کے پاک ہونے پر ان حضرات کی دوسری دلیل یہ ہے کہ اس سے حضرات انبیاء علیہم السلام کی تخلیق ہوئی ہے، پس اگر یہ ناپاک ہوتی تو ان پاکیزہ اور مقدس شخصیات کی تخلیق اس سے کس طرح ہوسکتی تھی۔

مذہب دوم کی مذکورہ دلیل کا جواب:

مذہب دوم کے قائلین نے جن دو دلیلوں سے منی کے پاک ہونے پر استدلال کیا ہے ان میں سے پہلی دلیل یعنی حضرت عائشہؓ کی روایت کا جواب یہ ہے کہ کپڑے پر سے ناپاک اشیاء کو دور کرنے اور کپڑے کو پاک کرنے کیلئے دھونا ہی ضروری نہیں ہے، بلکہ مختلف طریقوں سے اس کو پاک کیا جاسکتا ہے جن میں ایک طریقہ فرک یعنی کھرچ دینے کا بھی ہے، پس اگر کپڑے پر لگی ہوئی ناپاک چیز (مثلاً منی وغیرہ) اتنی غلیظ اور موٹی ہے کہ اس نے کپڑے میں سرایت نہیں کیا ہے اور کھرچ دینے سے اس کا اثر ذائل ہوسکتا ہے تو اس ناپاک چیز کو کپڑے پر سے کھرچ دینے سے بھی کپڑا پاک ہو جائے گا، پس حضرت عائشہؓ نے جس منی کو حضور علیہ السلام کے کپڑے پر سے کھرچا تھا وہ اسی صفت کی تھی، لہذا اس روایت سے منی کی پاکی پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

رہی ان حضرات کی دوسری دلیل تو اس کا جواب یہ ہے کہ نجس اور ناپاک اشیاء اس وقت تک ناپاک رہتی ہیں جب تک کہ وہ اپنی ناپاکی کی ماہیت پر ہوتی ہیں اور جب وہ ماہیت تبدیل کر لیتی ہیں تو پھر پاک ہوجاتی ہیں، پس منی بھی جب تک ناپاک رہتی ہے جب تک کہ منی بنی رہتی ہے اور جب یہ ماہیت تبدیل کر کے گوشت کا لوتھڑا بن جاتی ہے تو پاک ہوجاتی ہے اور کسی بھی انسان کی اس سے اُس وقت تخلیق وجود میں آتی ہے جب یہ گوشت بن چکی ہوتی ہے، پس آپ کا یہ کہنا کہ اگر منی ناپاک ہوتی تو اس سے انبیاء کی تخلیق نہ ہوتی صحیح نہیں ہے، منی ناپاک ہے اور انبیاء کی اس سے تخلیق اِس کی قلب ماہیت کے بعد ہوئی ہے۔

موجودہ زمانے میں منی کے دھونے پر ہی فتوی ہے:

واضح رہے کہ ماقبل میں جو یہ حکم بیان کیا گیا ہے کہ اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو اس کو

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صاف کر دینے سے بھی کپڑا پاک ہو جائے گا یہ حکم اس زمانے کا ہے جب منی گاڑھی ہوتی تھی اب چونکہ زمانہ اس سے مختلف ہے اور منی رقیق ہوتی ہے اس لئے اب اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو اس کے دھونے ہی پر فتوی ہے، بغیر دھوئے کپڑا پاک نہیں ہوگا۔(۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۲۶﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۳۴﴾

عَنْ اَبِی السَّمْحِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم یُغْسَلُ مِنْ بَوْ لِ الْجَارِیَةِ وَیُرَشُّ مِنْ بَوْ لِ الْغُلَامِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) بول غلام اور بول جاریہ سے کپڑا پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے اور اس سلسلے میں فقہاء کا کیا اختلاف ہے اس حدیث شریف کی روشنی میں تحریر کریں (ج) مذکورہ حدیث شریف سے کون لوگ استدلال کرتے ہیں؟ نیز جن لوگوں کا موقف اس سے مختلف ہے وہ اس کی کیا تاویل کرتے ہیں، اس کو بھی تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوالسمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا مار دیا جائے۔

جواب (ب)

بچہ اور بچی کے پیشاب سے کپڑا پاک کرنے کا طریقہ اور ائمہ کے مذاہب:

واضح رہے کہ بچہ اور بچی کا پیشاب جمہور فقہاء کے نزدیک ناپاک ہے، یہ اگر کسی کپڑے پر لگ جائے تو اس کو پاک کرنا ضروری ہے، لیکن پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ان حضرات کے دو مذاہب ہیں.....

(۱) ایضاح النسائی ۱/ ۳۷۹

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا ہے، ان حضرات کے نزدیک بچہ اور بچی دونوں کے پیشاب کو مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہے، البتہ بچہ کا پیشاب دھونے میں بچی کے بالمقابل کم مبالغہ کیا جا سکتا ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا ہے ان حضرات کے نزدیک بچی کے پیشاب کو مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہے جبکہ بچے کے پیشاب میں صرف چھینٹا مار دینا کافی ہے۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائلین نے اپنے مسلک پر ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں مطلقاً پیشاب سے بچنے کی تاکید وارد ہوئی ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ یہ احادیث عام ہیں اور ان میں کسی خاص پیشاب کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی ہے پس اس معلوم ہوتا ہے ہر طرح کا پیشاب ناپاک ہے اور اس سے بچنا اور اگر وہ کپڑے پر لگا جائے تو اس کو اچھی طرح دھونا ضروری ہے۔

نیز ان حضرات کی دوسری دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بچہ آپ علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا اس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''صبوا علیه الماء صبا '' اس پر اچھی طرح پانی بہا دو، اس روایت سے ان حضرات کا استدلال بالکل واضح ہے اور اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کے پیشاب کو بھی بچی کے پیشاب کی طرح مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہے۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اپنے مسلک پر مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کیا ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس روایت میں صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے کہ (اچھی طرح) دھونے کا حکم تو بچی کے پیشاب میں ہے، رہا بچہ کا پیشاب تو اس میں صرف چھینٹا مار دینا بھی کافی ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (ج)

مذکورہ فی السوال حدیث کا جواب:

واضح رہے کہ مذکورہ فی السوال حدیث بظاہر احناف کے خلاف ہے، اس لئے احناف اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں لفظ نضح چھینٹا مارنے کے معنی میں نہیں ہے جیسا کہ شوافع اور حنابلہ مراد لیتے ہیں بلکہ غسل خفیف کے میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ بچہ کے پیشاب میں غسل خفیف بھی کافی ہو جاتا ہے اور اس کے ہم بھی قائل ہیں کہ بچہ کے پیشاب کو انتہائی مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری نہیں ہے بلکہ خفیف سا دھو لینا بھی کافی ہے۔

لفظ نضح کے معنی کی تعیین:

واضح رہے کہ بچہ یا بچی کے پیشاب کو دھونے کے سلسلے میں احادیث کے اندر پانچ الفاظ آتے ہیں ان میں سے ایک لفظ "نــضـــح" بھی ہے، علماء فرماتے ہیں کہ اس لفظ کے دو معنی ہو سکتے ہیں (۱) پیشاب پر پانی کا چھینٹا مارنا (۲) صب الماء، پیشاب پر ہلکا سا پانی بہا دینا، احناف اس کے یہی دوسرے معنی مراد لیتے ہیں اور بچہ کے پیشاب میں بھی غسل کو لازم قرار دیتے ہیں۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۲۷﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۲۳﴾

بَابُ الْبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ: أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اُنَاساً أَوْرِجَالاً مِنْ عُكْلٍ قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰهِ عليه وسلمَ فَتَكَلَّمُوْا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا اَهْلُ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ وَاسْتَوْخَمُوْا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَلَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰهِ عليه وسلمَ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَخْرُجُوْا فِيْهَا فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَلَمَّا صَحُّوْا وَكَانُوْا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عليه وسلم

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وَاسْتَاقُوْا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ ثُمَّ تَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ عَلٰى حَالِهِمْ حَتّٰى مَاتُوْا۔

(الف)حدیث شریف بااعراب لکھ کر ترجمہ کریں(ب)بول مایوکل لحم کی طہارت ونجاست اور اس کے استعمال کی شرائط کے متعلق ائمہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کر کے راجح مذہب تحریر کریں(ج)ان لوگوں کواتنی سخت سزا کیوں دی گئی تھی سوچ کر تحریر کریں۔

جواب(الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عکل کے چند افراد حضور علیہ السلام کے پاس آئے اور زبان سے اسلام قبول کرلیا اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! ہم جانور والے لوگ ہیں(جن کا گذر دودھ پر ہوتا ہے)ہم کھیتی باڑی والے لوگ نہیں ہیں، اور ان کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہیں آئی، تو حضور علیہ السلام نے ان کے لئے کئی اونٹوں اور چرواہے کا حکم دیا اور ان سے کہا کہ تم ... باہر جا کر رہو اور ان جانوروں کا دودھ اور پیشاب پیو(وہ گئے اور باہر جا کر رہے)جب اچھے ہوئے اور وہ حرہ(نامی جگہ)کے کنارے پر تھے تو اسلام قبول کرنے کے بعد پھر کافر ہو گئے اور حضور علیہ السلام کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو بھگا کر لے گئے، جب یہ خبر حضور علیہ السلام کو ملی تو آپؐ نے تلاش کرنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا، چنانچہ وہ لوگ ان کو لیکر آئے تو ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی(یعنی ان کو اندھا کیا گیا)اور ان کے ہاتھ، پیر کاٹے گئے اور پھر ان کو حرہ ہی میں ان کی اسی حالت پر چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ یہ مر گئے۔

جواب(ب)

بول مایوکل لحمہ کی طہارت اور نجاست کے متعلق ائمہ کے مذاہب:

جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کی طہارت ونجاست اور اس کو استعمال کرنے کی شرائط میں ائمہ کا اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں ان حضرات کے تین مذاہب ہیں...

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور محدثین وفقہاء کا ہے ان حضرات کے نزدیک پیشاب خواہ ماکول اللحم جانور کا ہو یا غیر ماکول اللحم جانور کا مطلقاً ناپاک اور نجس ہے، اور اس کا استعمال کرنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے۔

البتہ احناف میں سے حضرت امام ابو یوسفؒ یہ فرماتے ہیں کہ سخت بیماری میں مذکورہ فی السوال حدیث کی بنیاد پر بوقت ضرورت بطور دوا کے اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ، امام محمدؒ اور امام زفرؒ کا ہے، ان حضرات کے نزدیک ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک اور حلال ہے، اور ضرورت کے وقت اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائلین نے اپنے مذہب پر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت فرماتے ہیں ''مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبرین فقال: انھما یعذ بان، اماحد ھما فکان لا یستنزہ من البول''

حضور علیہ السلام دوقبروں کے پاس سے گذرے، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے، پس ان میں ایک (کو اس لئے عذاب ہورہا ہے کہ وہ) تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔

مذہب اول کے قائلین نے اس حدث سے اپنے مذہب بایں طور استدلال کیا ہے کہ اگر پیشاب پاک ہوتا تو اس شخص کو قبر میں اس سے نہ بچنے کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جاتا، پس یہاں عذاب کا دیا جانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ پیشاب ناپاک ہے اور اس سے احتراز کرنا نہایت ضروری ہے۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اپنے مذہب پر مذکورہ فی السوال حدیث سے استدلال کیا ہے،

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اس حدیث سے ان حضرات کی وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب ناپاک ہوتا تو حضور علیہ السلام قبیلہ عکل کے ان نومسلم افراد کو اس کے پینے کا حکم نہ فرماتے، پس آپ علیہ السلام کا ان لوگوں کو پیشاب پینے کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کا پیشاب پاک ہے اور اس کو بوقت ضرورت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ مذہب اول کے قائلین کی جانب سے مذہب دوم کی اس دلیل کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے قبیلہ عکل کے افراد کو جو پیشاب پینے کا حکم دیا تھا یہ ان کی بیماری کی وجہ سے دیا تھا اور آپ علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا تھا کہ ان کی اس بیماری کی شفا پیشاب کو پینے ہی میں ہے، پس اس اعتبار سے یہ پیشاب پینے کا حکم صرف ان ہی لوگوں کے ساتھ خاص ہے، اس کو عام کرنا اور اس سے یہ استدلال کرنا کہ ہر طرح کے ماکول اللحم جانور کا پیشاب پاک اور قابل استعمال ہے صحیح نہیں ہے۔

مذکورہ مسئلہ میں راجح مذہب کیا ہے؟:

واضح رہے کہ مذکورہ مسئلہ میں راجح مذہب، مذہب اول ہی ہے اور جمہور محدثین وفقہاء کا اسی پر اتفاق ہے کہ پیشاب علی الاطلاق (خواہ ماکول اللحم جانور کا ہو یا غیر ماکول اللحم جانور کا) نجس اور ناپاک ہے، اور کسی بھی صورت میں اس کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

ان لوگوں کو اتنی سخت سزا کیوں دی گئی؟:

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قبیلہ عکل کے ان افراد کو حضور علیہ السلام نے اتنی سخت سزا کیوں دی صرف قتل کر دینے ہی پر اکتفاء کیوں نہیں فرمایا؟ اس کو جواب یہ ہے کہ ان لوگوں کو اتنی سخت سزا قصاصاً دی گئی تھی کیوں کہ انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کے چرواہے کو اسی طرح عذاب دیکر بے رحمی سے قتل کیا تھا۔(۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

(۱) شرح النسائی ۱/۳۵۹۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۲۸﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۳۶﴾

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَعَثَ رسولُ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عليه وسلم أُسَيْدَ بنَ حُضَيْرٍ ونَاساً يطلبون قلادَةً كانت لِعَائِشَةَ نَسِيَتْهَا فِي مَنْزِلٍ نَزَلَتْهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلىٰ وضوءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا ماءً فَصَلُّوْا بغَيْرِ وُضوءٍ فَذَكَرُوْا ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰهُ عليه وسلمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ آيةَ التَّيَمُّمِ فَقَالَ اسَيدُ بنُ حضيرٍ جزاكِ اللّٰهُ خيرا فواللّٰهِ مَانَزَلَ بكِ اَمْرٌ تَكْرَهِيْنَهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ وَ للمسلمينَ فيه خيرا ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مطلب تحریر کریں (ج) حضرت امام نسائیؒ نے اس حدیث کو "باب فيمن لم يجد الماء ولا الصعيد" کے تحت ذکر کیا ہے، اس سے ان کا کیا مقصد ہے، اور وہ مقصد اس روایت سے کس طرح ثابت ہو رہا ہے سوچ کر تحریر کریں (د) فاقد الطہورین کے متعلق أئمہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت اسیدؓ بن حضیر کو حضرت عائشہؓ کا وہ ہار تلاش کرنے بھیجا جسے وہ (یعنی حضرت عائشہؓ راستے میں) کسی جگہ بھول آئیں تھیں، اسی درمیان میں نماز کا وقت ہو گیا اور لوگوں کا وضو نہیں تھا اور (انھوں نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا لیکن) انہیں پانی بھی نہیں ملا، تو انھوں نے بغیر وضو کے نماز ادا کر لی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو ذکر کیا تو اللہ رب العزت نے آیت تیمّم نازل فرمائی، حضرت اسیدؓ بن حضیر نے (حضرت عائشہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزاء خیر دے جب (بھی) تمہارے اوپر کوئی ایسی بات جسے تم برا سمجھتی ہو آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے اور مسلمانوں کے لئے بہتری کر دیتے ہیں۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب(ب)

مطلب الحدیث:

اس حدیث شریف میں آیت تیمّم کے نزول کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ غزوۂ مریسع کے موقع پر ایک جگہ حضرت عائشہؓ کا ہار ٹوٹ کر گر گیا تھا، جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت اسیدؓ بن حضیر اور چند صحابہ کو وہ ہار تلاش کرنے کے لئے روانہ کیا، ہار کی تلاش کے دروان ہی نماز کا وقت ہو گیا، ان لوگوں کا وضو نہیں تھا انھوں نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا لیکن وہ جگہ ایسی تھی کہ انہیں پانی بھی دستیاب نہیں ہوا، بالآخر انھوں نے بغیر وضو ہی کے نماز ادا کر لی، پھر جب یہ حضرات حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپؐ سے اس پورے واقعہ کو بیان کیا تو اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی آسانی کے لئے آیت تیمّم نازل فرمادی، اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ پاکی حاصل کرنے کے لئے پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر کے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے، پس جب آیت تیمّم نازل ہوئی تو حضرت اسیدؓ ابن حضیر نے حضرت عائشہؓ کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزاء خیر دے جب (بھی) تمہارے اوپر کوئی ایسی بات جسے تم بُرا سمجھتی ہو آتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے اور مسلمانوں کے لئے بہتری کر دیتے ہیں۔

جواب(ج)

ترجمۃ الحدیث سے حضرت امام نسائیؒ کا مقصد:

واضح رہے کہ اس ترجمۃ الباب سے حضرت امام نسائیؒ کا مقصد فاقد الطہورین کی بغیر طہارت حاصل کئے ادا کی ہوئی نماز کے صحیح ہونے کو ثابت کرنا ہے، اور آپؒ کا یہ مقصد اس روایت سے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اسیدؓ بن حضیر اور آپؓ کے ساتھی جو حضرت عائشہؓ کا ہار تلاش کرنے گئے تھے انہیں نماز کے وقت میں وضو کے لئے پانی نہیں ملا تھا اور چونکہ اس وقت تک تیمّم کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لئے مٹی بھی ان کے حق میں آلہ طہارت نہیں تھی، پس یہ حضرات فاقد الطہورین کے درجہ میں تھے اور انھوں نے اسی حالت میں بغیر پاکی حاصل کئے نماز ادا کی تھی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور پھر واپس آکر حضور علیہ السلام سے اس صورت حال کو بیان بھی کیا تھا جیسا کہ روایت میں مذکور ہے اور اسی کے نتیجہ میں اللہ رب العزت نے آیت تیمّم نازل کی تھی، لیکن حضور علیہ السلام نے حضرت اسیدؓ بن حضیر اوران کے ساتھیوں کو نا تو آیت تیمّم نازل ہونے سے پہلے نماز کے اعادہ کا حکم دیا اور نا اس کے نازل ہونے کے بعد اس طرح کا کوئی حکم ارشاد فرمایا، پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان حضرات کی بغیر طہارت حاصل کیئے پڑھی ہوئی نماز کو معتبر مانا ہے، لہذا ثابت ہوا کہ اگر فاقد الطہورین فی الفور بغیر طہارت حاصل کیئے نماز ادا کر لے تو اس کی نماز ہو جاتی ہے اور اس پر بعد میں اس نماز کا اعادہ کرنا لازم نہیں ہوتا ہے۔(۱)

فاقد الطہورین کے متعلق ائمہ کے مذاہب اور دلائل:

فاقد الطہورین کے متعلق ائمہ کے چار مذاہب ہیں ہے.....

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے، آپ کے نزدیک فاقد الطہورین پر فی الفور نماز ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے۔

آپؒ نے اپنے اس مسلک پر حدیث نبوی "لاتقبل صلاة بغير طهور" سے استدلال کیا ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں کی جاتی ہے اور فاقد الطہورین بھی بغیر طہارت ہی کے ہوتا ہے اس لئے اگر یہ نماز ادا کرے گا تو اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوگی، پس بایں وجہ اس پر فی الفور نماز ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ بعد میں جب طہارت حاصل کرنے پر قادر ہو جائے جب نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

واضح رہے کہ احناف میں سے حضرات صاحبین کا مذہب اس سلسلے میں یہ ہے کہ فاقد الطہورین اگر چہ فی الفور نماز ادا نہیں کرے گا کیونکہ وہ اس وقت نماز کا اہل نہیں ہے البتہ اس پر تشبیہ بالمصلین اختیار کرنا ضروری ہے تا کہ امتثال امر حاصل ہو جائے، واضح رہے کہ حضرات صاحبین کا یہی مذہب از روئے فقہ زیادہ راجح ہے اور حضرت امام اعظم کا بھی اسی کی طرف رجوع کرنا ثابت ہے اور احناف کے یہاں اسی قول پر فتوی بھی ہے۔

(۱) ایضاح النسائی ۱/۵۲۳۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ کا ہے، آپؒ کے نزدیک فاقد الطہورین پر نہ تو فی الفور نماز ادا کرنا لازم ہے اور نا ہی بعد میں قضاء کرنا ضروری ہے۔ آپ نے اپنے مسلک پر یہ دلیل پیش کی ہے کہ فاقد الطہورین ایسا شخص ہے جو نماز کا اہل ہی نہیں ہے اس لئے کہ نماز کی اہلیت طہارت کے ساتھ آتی ہے اور یہاں طہارت موجود نہیں ہے پس اس سے نماز کی ادا اور قضاء دونوں ساقط ہیں۔

مذہب سوم:

تیسرا مذہب حضرت امام شافعیؒ کا ہے، آپؒ فرماتے ہیں کہ فاقد الطہورین فی الحال بغیر طہارت ہی کے نماز پڑھے لے اور جب طہارت حاصل ہو جائے تو اس کی قضاء بھی کر لے۔
آپؒ نے اپنے اس مسلک پر حدیث نبوی اذا امرتکم بشیئ فخذوا منہا ما استطعتم سے استدلال کیا ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے آدمی کو اس کی استطاعت کے ساتھ احکام پر عمل کرنے تاکید کی ہے اور فاقد الطہورین بغیر طہارت کے نماز ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہے اس لئے یہ فی الحال بغیر طہارت ہی کے نماز پڑھیگا اور بعد میں اصول کے مطابق طہارت کے ساتھ اس کی قضاء کریگا۔

مذہب چہارم:

چوتھا مذہب حضرت امام احمدؒ بن حنبل کا ہے، آپؒ کے نزدیک فاقد الطہورین پر فی الحال بغیر طہارت ہی نماز پڑھنا ضروری ہے، رہی بعد میں قضاء تو وہ کوئی ضروری نہیں ہے۔
آپؒ اپنے اس مسلک پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فاقد الطہورین اس وقت صرف اس بات پر قادر ہے کہ حکم ربی کی تعمیل بغیر طہارت کے کر لے پس اس پر اسی حالت میں نماز ادا کرنا ضروری ہے اور چونکہ اس کی نماز اسی حالت میں معتبر ہو جاتی ہے اس لئے اس پر بعد میں نماز کی قضاء کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۲۹﴾
﴿سنن نسائی صفحہ ۳۶﴾

"بَابُ التَّیَمُّمِ فِی من لَمْ یَجِدِ الْمَاءَ" عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَجُلاً أَجْنَبَ فَلَمْ یُصَلِّ فَأَتَی النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلمَ فَذَکَرَ ذَالِکَ لَهُ فَقَالَ: أَصَبْتَ، فَأَجْنَبَ رَجُلٌ آخرُ فَتَیَمَّمَ وَصَلّٰی فأتاه فَقَالَ نَحْواً مِمَّا قَالَ لِلآخَرِ۔

حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حضرات کے عمل کی تصدیق فرمائی اس کی کیا وجہ تھی؟ بوضاحت تحریر کریں (د) کیا آج بھی یہی حکم ہے؟ یا اس حکم میں فرق ہے؟ اگر فرق ہے تو کیا ہے؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟ وضاحت کیساتھ تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمہ الحدیث:

یہ باب ہے اس شخص کے تیمّم کرنے کے بیان میں جو پانی کو نہ پائے، حضرت طارق ابن شہاب سے روایت ہے کہ ایک صاحب جنبی ہوئے اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی، پھر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ علیہ السلام سے اس بات کو بیان کیا، آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا، پھر ایک اور آدمی جنبی ہوئے اور انہوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کر لی (پھر انہوں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں آکر اس واقعہ کو بیان کیا) تو آپ علیہ السلام نے ان سے بھی پہلے ہی کی طرح ارشاد فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔

جواب (ب)

دونوں اصحاب کا عمل صحیح قرار دینے کی وجہ:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان صحابی کے عمل کو بھی ٹھیک قرار

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

دیا ہے جنہوں جنابت کی حالت میں تیمّم کر کے نماز ادا نہیں تھی اور انکے عمل کو بھی ٹھیک قرار دیا ہے جنہوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کر لی تھی، آخر آپ علیہ السلام نے ان دونوں کے عمل کو کس لئے ٹھیک قرار دیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جناب حضور علیہ السلام نے ان دونوں کے عمل کو ان کے اجتہاد کی بنیاد پر ٹھیک قرار دیا ہے، یعنی جس شخص نے نماز نہیں پڑھی تھی تو انہوں اپنے اجتہاد سے نہیں پڑھی تھی اس لئے آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا یعنی اجتہاد کیا تو ٹھیک کیا (اگر چہ تم اپنے اجتہاد میں مصیب نہیں ہوئے) اور جنہوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کر لی تھی تو انہوں نے بھی اجتہاد ہی سے کی تھی اس لئے آپ علیہ السلام نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ تم ٹھیک کیا (یعنی تم نے اس مسئلہ میں جو اجتہاد کیا اور اجتہاد کر کے تیمّم کے ذریعہ نماز ادا کر لی تو یہ تم نے ٹھیک کیا)۔(۱)

جواب (د)

کیا آج بھی جنبی کے لئے یہی حکم ہے؟:

واضح رہے کہ جنبی کے لئے اپنے اجتہاد سے تیمّم کر کے نماز ادا نہ کرنے کا یہ حکم آج کے زمانے میں نہیں ہے، بلکہ آج کے زمانے میں یہ حکم ہے کہ غسل کرنے کے لیے پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز ادا کی جائے، اور اس حکم کی دلیل قرآن کریم کی آیت تیمّم ہے، جس میں اللہ رب العزت کا یہ ارشاد ہے کہ اگر تمہیں حالت جنابت میں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمّم کر لیا کرو، نیز بہت سی احادیث شریفہ اور علماء کا اس حکم پر اتفاق کرنا بھی اس کی دلیل ہے۔

واضح رہے کہ جنبی کے لئے مذکورہ بالا حکم اس صورت میں ہے جب کہ یہ پاک مٹی سے تیمّم کرنے پر قادر ہو اور اگر یہ تیمّم پر بھی قادر نہیں ہے تو پھر احناف کے نزدیک اس کے لئے پانی یا مٹی سے پاکی حاصل کرنے تک نماز کو مؤخر کرنا جائز ہے۔(۲)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

(۱) ذخیرۃ العقبی: ۵/۲۹۹. (۲) ذخیرۃ العقبی: ۵/۲۹۹.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۳۰﴾
﴿سنن نسائی صفحہ ۴۰﴾

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللّٰه عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَرَخَّصَ فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ وَقَالَ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ. وعن ابی هریرة انَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللّٰهُ علیه وسلم إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إناء احَدِكم فليغسله سبعَ مَرَّاتٍ أُوْلٰهُنَّ بالتراب۔

احایث شریفہ پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) اختصار کے ساتھ مطلب تحریر کریں (ج) نیز بتائیں کہ قتل کلاب کا یہ حکم باقی ہے یا نہیں؟، نیز کتے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟ اور اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کی طہارت ونجاست اور طریقہ تطہیر کے سلسلے میں ائمہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں (د) برتن کو سات بار دھونے کی کیا علت ہے سوچ کر تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمة الحدیث:

حضرت عبد اللہؓ بن مغفل سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور شکاری اور بکریوں (کی حفاظت) کے لئے کتا رکھنے کی رخصت دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس (برتن) کو (پاک کرنے کیلئے) سات مرتبہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ مٹی سے دھوؤ۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اس کو سات بار دھوؤ اور پہلی بار مٹی سے دھوؤ۔

جواب (ب)

مطلب الحدیث:

ان احادیث شریفہ کا بنیادی مطلب یہ ہے جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ناپاک ہوجاتا ہے اب بغیر پاک کیے اس برتن کو استعمال کرنا درست نہیں ہے اور پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس برتن کو سات یا آٹھ مرتبہ دھویا جائے اور پہلی یا آخری مرتبہ مٹی سے دھویا جائے اور بقیہ مرتبہ صرف پانی دھو کر اسے پاک کرلیا جائے۔

جواب (ج)

قتل کلاب کا یہ حکم اب بھی باقی ہے یا نہیں:

واضح رہے کہ قتل کلاب کا یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اور اب یہ حکم منسوخ ہوچکا ہے، چنانچہ امام الحرمین شیخ ابوالمعالیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ کتوں کو قتل کرنے کا حکم منسوخ ہوچکا ہے صرف ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا تھا لیکن پھر بعد میں آپ علیہ السلام نے اس حکم کو ختم فرمادیا تھا۔(۱)

سور الکلب کے سلسلے میں أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

کتے کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک اس کے متعلق فقہاء کرام کے مابین اختلاف ہے، چنانچہ اس سلسلے میں فقہاء کے درجِ ذیل دو مذاہب ہیں.......

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا ہے ان تینوں أئمہ کے نزدیک کتے کا جھوٹا ناپاک ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ کا ہے آپؒ کے نزدیک (مشہور قول کے مطابق) کتے کا جھوٹا پاک ہے۔

واضح رہے کہ حضرت عبدالملک ابن ماجشونؒ نے کتے کے جھوٹے کی پاکی اور ناپاکی کے متعلق حضرت امام مالکؒ کی جانب چار قسم کے اقوال کی نسبت کی ہے (۱) کتے کا جھوٹا مطلقاً ناپاک ہے (۲) شکاری کتے کا جھوٹا پاک اور غیر شکاری کا ناپاک ہے (۳) دیہاتی کتے کا جھوٹا پاک

(۱) ایضاح النسائی ۱/۲۲۰، زہر الربیٰ ۱/۴۰.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

اور شہری کتے کا جھوٹا ناپاک ہے(۴) ہر قسم کے کتے کا جھوٹا علی الاطلاق پاک ہے، یہ حضرت امام مالکؒ کا مشہور قول ہے اور اسی کو بطور مذہب اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہبِ اول کے قائل حضرات أئمہ ثلاثہ نے اپنے مسلک پر احادیث مذکورہ فی السوال سے استدلال کیا ہے، ان روایات میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو سات (یا آٹھ) مرتبہ دھویا جائے (اور) پہلی (یا آخری) مرتبہ مٹی سے دھویا جائے، ان روایات سے ان حضرات نے بایں طور استدلال کیا ہے حضور علیہ السلام نے برتن میں کتے کے منھ ڈال دینے کے بعد اس برتن کو سات یا آٹھ مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتے کا جھوٹا ناپاک ہے اگر یہ ناپاک نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن کو دھونے اور پاک کرنے کا حکم صادر نہ فرماتے۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہبِ دوم کے قائل حضرت امام مالکؒ نے اپنے مسلک پر سننِ ابنِ ماجہؒ کی روایت سے استدلال کیا ہے، ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے ”أن النبي صلى الله عليه وسلم سئل عن الحياض التي بين مكة والمدينة تردها السباع والكلاب والحمر وعن الطهارة منها فقال: لها حملت في بطونها ولنا ماغبر طهور“ حضور علیہ السلام سے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان موجود ان حوضوں کے متعلق معلوم کیا گیا جن پر (پانی پینے کیلئے) درندے، کتے اور گدھے (وغیرہ) آتے ہیں اور ان حوضوں کے پانی سے پاکی حاصل کرنے کے متعلق معلوم کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو ان جانوروں نے اپنے پیٹ میں اُٹھالیا وہ ان کا ہے اور جو باقی ہے وہ ہمارے لئے پاک ہے، اس روایت سے امام مالکؒ نے بایں طور استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے ان حوضوں کے پانی کو پاک قرار دیا ہے جس کو درندے، کتے اور گدھے آکر پیتے ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتے کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ اگر یہ ناپاک ہوتا تو حضور علیہ السلام ہرگز اس پانی کو پاک قرار نہیں دیتے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کتا اگر برتن میں منہ ڈال دے تو کیا حکم ہے:

کتا اگر کسی پاک برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن پاک رہتا ہے یا ناپاک ہوجاتا ہے، اس سلسلے میں سابقہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کے دو مذاہب ہیں، پہلا مذہب حضرات أئمہ ثلاثہ کا ہے، ان کے نزدیک کتا اگر کسی پاک برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن ناپاک ہوجائے گا، اور دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ کا ہے، آپؒ کے نزدیک کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کی وجہ سے برتن ناپاک نہیں ہوگا۔

کتے کا چاٹا ہوا برتن کتنی مرتبہ دھونا ضروری ہے، أئمہ کے مذاہب اور دلائل:

کتے کا چاٹا ہوا برتن کتنی مرتبہ دھونا ضروری ہے اس سلسلے میں بھی فقہاء کرام کے درمیان اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا فرمانا تو یہ ہے کہ کتے کا چاٹا ہوا برتن تین مرتبہ دھولینا کافی ہے تین ہی مرتبہ سے یہ پاک ہوجاتا ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمۃ نے اپنے اس قول پر دارقطنی کی روایت سے استدلال کیا ہے، دارقطنی میں حضرت ابوہریرہؓ کا یہ اثر مذکور ہے ''اذا ولغ الکلب فی الاناء فأھرقه ثم اغسله ثلاث مرات ''جب کتا برتن میں منھ ڈال دے تو برتن کے اندر کی چیز کو پھینک دو اور برتن کو تین مرتبہ دھولو۔

اس کے برخلاف حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام احمدؒ بن حنبل کا کہنا یہ ہے کہ کتا جب کسی برتن میں منھ ڈال جائے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھونا اور ایک مرتبہ مٹی سے دھونا ضروری ہے، یہ حضرات اپنے اس قول پر احادیث مذکورہ فی السوال سے استدلال کرتے ہیں ان روایات میں کتے چاٹے ہوئے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم دیا گیا ہے پس اسی پر عمل کرتے ہوئے یہ حضرات اس کو سات مرتبہ دھونے اور ساتھ ہی ایک مرتبہ مٹی سے دھونے کے قائل ہوئے ہیں۔

جواب (د)

کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو سات مرتبہ دھونے کی کیا علت ہے:

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اکثر احادیث میں کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو سات

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مرتبہ دھونے کا حکم مذکور ہے آخر اس کی کیا علت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احادیث میں ایسے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ کتا کَلِب (لام کے کسرہ کے ساتھ) یعنی دیوانہ ہو، پس اگر ایسا ہوگا تو اس کے لعاب میں زہر کا اثر ضرور ہوگا اور اس کو زائل کرنے کے لئے برتن کو مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری ہوگا اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر پہلے ہی سات مرتبہ دھونے کا حکم دے دیا گیا تا کہ کسی کو پریشانی اور دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

احناف کی جانب سے احادیث مذکورہ کا جواب:

واضح رہے کہ احادیث مذکورہ فی السوال احناف کے خلاف ہے، اس لئے کہ احناف کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو صرف تین مرتبہ دھونے کے قائل ہیں جبکہ یہ احادیث اسے سات یا آٹھ مرتبہ دھونے کا حکم کرتی ہے، لیکن احناف ان روایات کا یہ جواب دیتے ہیں کہ جناب! ان روایات میں کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو سات یا آٹھ مرتبہ دھونے کا جو حکم مذکور ہے یہ لازمی اور واجبی نہیں ہے جیسا کہ شوافع اور حنابلہ اس کو واجب قرار دیتے ہیں بلکہ یہ حکم صرف استحبابی ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ان روایات میں سے دوسری روایت کے روای حضرت ابو ہریرۃؓ کا فتویٰ بھی کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو تین مرتبہ دھونے کا ہے جیسا کہ سنن دار قطنیؒ میں مذکور ہے، پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کتے کے چاٹے ہوئے برتن میں بھی اصل یہی ہے کہ وہ تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جاتا ہے البتہ اس کو سات مرتبہ دھونا اس روایت کی رُو سے مستحب ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۳۱﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۴۱﴾

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتِ أَبِيْ حُبَيْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اِمْرَأَةٌ اُسْتَحَاضُ فلا أَطْهُرُ اَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّيْ۔

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں (ب) مستحاضہ کی اقسام تحریر کریں

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

(ج) حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش کونسی قسم میں داخل تھیں اور ان کو کیا حکم دیا گیا تھا اس کی تفصیلات تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں ایک مستحاضہ عورت ہوں کبھی بھی پاک نہیں رہ پاتی کیا میں نماز پڑھنا ترک کر دوں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نہیں یہ رگ سے آنے والا خون ہے حیض نہیں ہے جب حیض آئے تو نماز ترک کر دو اور جب حیض ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز ادا کر لیا کرو۔

جواب (ب)

مستحاضہ عورتوں کی اقسام:

مستحاضہ عورتوں کی کل چار قسمیں ہیں جن میں سے تین متفقہ ہیں اور ایک صرف ائمہ ثلاثہ کے نزدیک معتبر ہے، تفصیل درج ذیل ہے۔

قسم اول:

مستحاضہ کی پہلی قسم مبتدءہ ہے: مبتدءہ اس عورت کو کہتے ہیں جسے زندگی میں پہلی مرتبہ حیض آئے اور پھر استمرار دم ہو جائے۔

قسم دوم:

مستحاضہ کی دوسری قسم معتادہ ہے: معتادہ اس عورت کو کہتے ہیں جسے کچھ عرصہ تک انضباط کے ساتھ حیض آئے اور پھر استمرار دم ہو جائے۔

قسم سوم:

مستحاضہ کی تیسری قسم متحیرہ ہے: متحیرہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کے شروع میں ایام حیض متعین ہوں اور پھر استمرار دم ہو جائے، اور ساتھ ہی یہ اپنی سابقہ عادت بھی بھول جائے، اس کو بالفاظ دیگر ناسیہ، ضالہ، مضلہ متحیریہ بھی کہا جاتا ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

واضح رہے کہ متحیرہ کی تین قسمیں ہیں (۱) متحیرہ بالعدد: یعنی وہ عورت جسے اپنے ایام حیض کی تعداد یاد نہ رہے (۲) متحیرہ بالزمان: یعنی وہ عورت جسے اپنے ایام حیض کا وقت یاد نہ رہے (۳) متحیرہ بہما: یعنی وہ عورت جسے اپنے ایام حیض کی تعداد اور وقت دونوں یاد نہ رہے۔

قسم چہارم:

مستحاضہ کی چوتھی قسم ممیّزہ ہے: ممیّزہ اس عورت کو کہتے ہیں جو خون کا رنگ دیکھ کر پہچان لے کہ یہ حیض کا خون ہے یا استحاضہ کا ہے۔

واضح رہے کہ یہ چوتھی قسم صرف أئمہ ثلاثہ نزدیک معتبر ہے احناف کے نزدیک نہیں ہے۔(۱)

جواب (ج)

حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش کونسی قسم میں داخل تھیں؟

حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش مستحاضہ کی کس قسم میں داخل تھیں اس میں تھوڑا سا اختلاف ہے، اتنی بات تو متفق علیہ ہے کہ آپؓ مبتدءہ اور متحیرہ نہیں تھیں، رہا آپؓ کا معتادہ یا ممیّزہ ہونا تو اس میں دو قول ہیں علماء کا ایک طبقہ جس میں امام بیہقیؒ بھی شامل ہیں آپؓ کو ممیّزہ قرار دیتے ہیں جبکہ علماء کا دوسرا طبقہ جس میں احناف ہیں آپؓ کو معتادہ قرار دیتے ہیں اور یہی زیادہ صحیح ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے ان کو جو حکم دیا تھا وہ معتادہ ہی کا تھا۔(۲)

حضرت فاطمہؓ کو حضور علیہ السلام نے کیا حکم دیا تھا؟:

حضرت فاطمہؓ کو حضور علیہ السلام نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایام حیض کی تعداد کے بقدر نماز ترک کردیں اور جب ایام حیض کی تعداد پوری ہو جائے تو غسل کر کے خواہ خون بند ہوئے یا نہ ہوئے نماز ادا کرنا شروع کردیں۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

(۱) الکلام المجود، ص:۳۰۵۔(۲) الکلام المجود، ص:۳۰۹۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۳۲﴾
﴿سنن نسائی صفحہ ۴۲﴾

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِیْ حُبَیْشٍ اَنَّھَا کَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم اِذَا کَانَ دَمُ حَیْضٍ فَاِنَّہٗ دَمٌ اَسْوَدُ یُعْرَفُ فَاَمْسِکِیْ عَنِ الصَّلٰوۃِ وَاِذَا کَانَ اٰخَرُ فَتَوَضَّئِیْ فَاِنَّمَا ھُوَ عِرْقٌ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) نیز بتائیں کہ حضرت فاطمہؓ متعادہ تھیں یا ممیّزہ اور اس کی کیا دلیل ہے (ج) دم حیض کی کتنی قسمیں ہیں، اور اس میں رنگ کا اعتبار ہے یا نہیں اس سلسلے میں أئمہ کے مذاہب مع دلائل لکھ کر مسلک احناف کی وجوہ ترجیح تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش سے روایت ہے کہ وہ استحاضہ میں مبتلا ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے جو پہچان لیا جاتا ہے پس (جب ایسا خون آئے تو) نماز سے رک جاؤ اور جب اسکے علاوہ آئے تو وضو کرو (اور نماز ادا کرو) اس لئے کہ وہ رگ (کا خون ہوتا) ہے۔

جواب (ب)

حضرت فاطمہؓ معتادۃ تھیں یا ممیّزہ؟:

واضح رہے کہ حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش جن کا واقعہ اس روایت میں بیان کیا گیا ہے وہ مستحاضۃ کی اقسام معتادۃ اور ممیّزۃ میں سے کیا تھیں، اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے، چنانچہ علماء کا ایک طبقہ آپؓ کو ممیّزۃ قرار دیتا ہے، جیسا کہ امام بیہقیؒ نے السنن الکبریٰ میں اسی کا اظہار کیا ہے، اور اس کے مطابق کچھ دلائل بھی پیش کئے ہیں۔

اس کے برخلاف علماء کا ایک بڑا طبقہ آپؓ کو معتادۃ قرار دیتا ہے، اور یہی احناف کا بھی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

قول ہے،اور یہی صحیح ہے،اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت فاطمۃؓ کے متعلق جو روایات کتب احادیث میں مذکور ہیں وہ اکثر اسی پر دلالت کرتی ہیں کہ آپؓ معتادۃ تھیں،جیسا کہ اوجز المسالک میں اس کی تفصیل موجود ہے۔(۱)

جواب (ج)

دم حیض کی اقسام:

واضح رہے کہ صاحب ہدایہؒ اور علامہ ابنِ نجیم مصریؒ فرماتے ہیں کہ حیض کے خون کی چھ قسمیں ہیں،یعنی یہ خون چھ رنگوں کا ہوسکتا ہے،

(۱) السّواد : .... (سیاہ رنگ)

(۲) الحمرة : .... (سرخ رنگ)

(۳) الصفرة : .... (زرد رنگ)

(۴) الکدرة : .... (خاکی رنگ)

(۵) الخضرة : .... (ہرا رنگ)

(٦) التربية : .... (مٹیالا رنگ)

اعلم أن ألوان الدماء ستة:السواد،و الحمرة، والصفرة ،و الکدرة، والخضرة، والتربية، وهي التي علی لون التراب نوع من الکدرة. (۲)

دم حیض میں رنگ کا اعتبار ہے یا نہیں؟ ائمہ کے اقوال کی تفصیل:

حیض کے خون میں رنگ کا اعتبار ہے یا نہیں اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے،چنانچہ اس سلسلے میں ان حضرات کے دو مذاہب ہیں........

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور آپؒ کے متبعین کا ہے ان حضرات کے نزدیک

(۱) اوجز المسالک جدید ۱/ ٦۱۱ تا ٦۱۳،الکلام المجود ،ص:۳۰۹.(۲) الکلام المجود،ص:۳۲۰.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

حیض کے خون میں رنگ کا کوئی اعتبار نہیں ہے پس، ایام حیض میں اوپر بیان کردہ چھ رنگوں میں سے اگر کسی بھی رنگ کا خون عورت کو آتا ہے تو وہ حیض ہی شمار ہوگا، استحاضہ شمار نہیں ہوگا، اِلّا یہ کہ سفید رطوبت آنے لگے، سفید رطوبت آنے پر عورت کو پاک شمار کیا جائے گا۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرات أئمہ ثلاثہ یعنی حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ بن حنبل کا ہے، ان حضرات کے نزدیک حیض کے خون میں رنگ کا اعتبار ہے، چنانچہ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک ایام حیض میں سواد، حمرۃ، صفرۃ، اور کدرۃ رنگ کے آنے والے خون کو حیض شمار کیا جائے گا اور ان کے علاوہ کسی اور رنگ کے آنے والے خون کو حیض شمار نہیں کیا جائے گا، اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ صرف دو رنگ (حمرۃ اور سواد) حیض شمار ہونگے اور ان کے علاوہ جس رنگ کا خون بھی ایام حیض کے دوران آئے گا وہ استحاضہ شمار کیا جائے گا، یہی حضرت امام احمدؒ بن حنبل کا مسلک ہے۔(۱)

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائل یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنے اس مسلک پر حضرت عائشہؓ کی روایت سے استدلال کیا ہے، موطاء امام محمدؒ میں حضرت عائشہؓ کے متعلق روایت ہے "كان النساء يبعثن الیٰ عائشةؓ بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة من المحيض فتقول لاتعجلن حتى ترين القصة البيضاء تريد بذالك الطهر من الحيض"۔(۲)

عورتیں حضرت عائشہؓ کے پاس ڈبیہ میں کرسف رکھ کر بھیجا کرتی تھیں جس میں حیض کے زرد رنگ کا خون ہوتا تھا، تو حضرت عائشہؓ ان عورتوں سے فرماتی کہ تم جلدی مت کرو جب تک کہ خالص سفیدی کو نہ دیکھ لو اور اس سے حضرت عائشہؓ کی مراد حیض کی پاکی ہوتی تھی۔

اس روایت سے حضرت امام اعظمؒ نے اپنے مسلک بایں طور استدلال کیا ہے حضرت عائشہؓ نے ایام حیض کے آخر میں سفید رطوبت سے پہلے آنے والے زرد رنگ کے خون کو حیض ہی میں

(۱) درس ترمذی ۱/۳۶۱، التوضیح الممجد، ص: ۳۸۸۔ (۲) الموطاء للامام محمدؒ: ص: ۳۲۰۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

سے شمار کیا ہے، پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حیض کے خون میں رنگ کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور دوران حیض کسی بھی رنگ کے خون کا آنا حیض ہی شمار ہوتا ہے اِلّا یہ کہ سفید رطوبت آجائے تو اس کے آنے پر عورت حیض سے پاک ہوجائے گی۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین حضرات أئمہ ثلاثہ نے اپنے مسلک پر سنن ابی داؤدؒ کی روایت سے استدلال کیا ہے، سنن ابی داؤدؒ میں حضرت فاطمہؓ بنت حبیش سے روایت ہے فرماتی ہیں "أنها كانت تستحاض، فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم: اذا كان دم الحيض فانه دم اسود يعرف،فاذا كان ذالك فامسكي عن الصلاة،فاذا كا ن الآخر فتوضي وصلي "میں مستحاضہ عورت تھیں تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حیض کا خون سیاہ ہوتا ہے جو پہچان لیا جاتا ہے پس جب ایسا خون آئے تو نماز پڑھنا ترک کردو اور جب اس کے علاوہ آئے تو وضو کر کے نماز ادا کرنا شروع کردو۔

اس روایت سے أئمہ ثلاثہ نے بایں طور استدلال کیا ہے کہ اس روایت کے الفاظ "فانه دم اسود يعرف " سے معلوم ہوتا ہے کہ رنگ کے ذریعہ حیض کے خون کا پتہ لگایا جاسکتا ہے، پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دم حیض میں رنگ کا اعتبار ہے۔

مذہب دوم کی مذکورہ دلیل کا جواب:

واضح رہے کہ احناف کی جانب سے مذہب دوم کی مستدل مذکورہ بالا روایت کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سند میں اختلاف واضطراب پایا جاتا ہے، اسی لئے حضرت امام ابو داؤدؒ نے بھی اس حدیث پر کلام فرما کر اس کو ضعیف قرار دیا ہے، پس اس ضعیف روایت سے کسی حکم شرعی پر استدلال کرنا احوط نہیں ہے۔

احناف کے مذہب کی وجوہ ترجیح:

واضح رہے کہ زیر بحث مسئلہ میں أئمہ ثلاثہ کے مذہب کے مقابلہ میں احناف کا مذہب زیادہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

راجح ہے اور اس کے راجح ہونے کی مختلف وجوہات شروحات حدیث اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں، تفصیل سے قطع نظر یہاں صرف ایک وجہ ترجیح بیان کی جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ احناف کے پاس اس مسئلہ میں بطور دلیل کے احادیث صحیحہ موجود ہیں جن میں سے ایک حضرت عائشہؓ کی وہ حدیث ہے جو مذہب اول دلیل کے تحت اوپر گزر چکی ہے، یہ روایت مؤطین میں موصولاً اور صحیح بخاری میں "باب اقبال المحیض و ادبارہ" کے تحت مذکور ہے، نیز ایک حضرت فاطمہؓ بنت ابی حبیش کی وہ روایت ہے جو بخاری کے "باب اذا حاضت فی شهرٍ ثلاث حیض" کے تحت مرقوم ہے، اور یہ دونوں روایات اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اور ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حیض کے خون میں رنگ کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ ایام حیض میں آنے والا ہر رنگ کا خون حیض ہی شمار ہوتا ہے، اس کے برخلاف أئمہ ثلاثہ کے پاس صرف وہی ایک ضعیف روایت ہے جو بطور دلیل ان کے مذہب کے تحت ذکر ہو چکی ہے، پس بایں وجہ اس مسئلہ میں احناف کا مذہب أئمہ ثلاثہ کے مذہب سے راجح ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۳۳﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۴۴﴾

"بَابُ شُهُوْدِ الْحيضِ العيدين و دعوةَ المسلمين" عَنْ حَفْصةَ قالت كانت امُّ عطيةَ لا تذكر رسولَ الله صلى اللّٰهُ عليه وسلم اِلَّا قالت بابا فقلتُ أسمعت رسولَ اللّٰه صلى اللّٰهُ عليه وسلم يقول كذا وكذا قالت نعم بابا قال لَتَخْرُجُ العواتقُ و ذواتُ الخدور والحيضُ فيشهدن الخير و دعوةَ المسلمين و تعتزل الحيضُ المصلىٰ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) عورتوں کے عیدگاہ اور مساجد میں حاضر ہونے کے متعلق فقہاء کے مذاہب اور مستدلات تحریر کریں (ج) جو فقہاء کرام عورتوں کے مساجد میں جانے کو منع کرتے ہیں وہ اس روایت کی کیا توجیہ کرتے ہیں، یہ بھی تحریر کریں (د) حائضہ کے عیدگاہ سے الگ رہنے کی وجہ تحریر کریں، نیز یہ بتائیں کہ عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے یا نہیں؟۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

"حیض والی عورتوں کا عیدین اور مسلمانوں کی دعاؤں کے مجمع میں شریک ہونے کا بیان"

حضرت حفصہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت ام عطیہؓ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں تو بابا (میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں) ضرور کہتی تھیں، پس میں نے ان سے معلوم کیا کہ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا اور ایسا فرماتے ہوئے سنا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ جی ہاں میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جوان لڑکیاں اور پردہ نشین عورتیں اور حیض والی عورتیں نکلیں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حیض والی عورتیں عیدگاہ سے الگ رہیں۔

جواب (ب)

کیا عورتیں عیدگاہ اور مساجد میں جا سکتی ہیں؟ فقہاء کے مذاہب اور دلائل:

عورتیں عیدگاہ اور مساجد میں جا سکتی ہیں یا نہیں اس سلسلے میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے چنانچہ اس سلسلے ان حضرات کے دو مذاہب ہیں.....

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہے، آپؒ کے نزدیک ایک قول کے مطابق عورتوں کے لئے عیدین اور مساجد میں جانا جائز اور ایک قول کے مطابق ناجائز ہے، اور بقول صاحب ہدایہ کے صاحبینؒ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ بن حنبل کا ہے ان حضرات کے نزدیک عورتوں کے لئے عیدین اور مساجد میں جانا جائز ہے، البتہ نوجوان عورت کے لئے گھر ہی میں نماز ادا کرنا بہتر ہے۔(۱)

(۱) المکتفیٰ بحل المجتبیٰ ۱/۴۹۵، درس ترمذی ۲/۳۲۰ تا ۳۲۱.

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائل حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنے مسلک پر حضرت عائشہؓ کے قول سے استدلال کیا ہے، حضرت عائشہؓ ارشاد فرماتی ہیں "لو ادرک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پالیتے جو عورتوں نے آج جاری کر رکھی ہے (یعنی گھر سے نکلتے ہوئے زیب وزینت اختیار کرنا) تو آپ علیہ السلام انہیں اسی طرح مسجد میں آنے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ نے حضرت عائشہؓ کے اس قول سے اپنے مسلک پر بایں طور استدلال کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضور علیہ السلام کے بعد عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے اور مسجد میں آنے کو ناپسند کیا ہے اور صحابیہ بالخصوص حضرت عائشہؓ اسی چیز کو ناپسند کرسکتی ہیں جو خود حضور علیہ السلام کو ناپسند ہو، پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے عیدین یا مساجد میں آنا صحیح نہیں ہے۔

نیز آپؒ نے ممانعت پر دوسری دلیل یہ پیش کی ہے حضور علیہ السلام کے زمانے میں عورتیں بغیر تزین کے باہر نکلا کرتی تھیں اور اب تزین اختیار کر کے نکلتی ہیں اور یہ دور فتنوں کا دور ہے اس لئے اب عورتوں کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ مساجد میں نہ آکر گھر ہی میں نماز ادا کر لیا کریں۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اپنے مسلک پر حدیث مذکورہ فی السوال سے استدلال کیا ہے، وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے عورتوں کو عیدین اور مساجد میں آنے کا حکم فرمایا ہے پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے عیدین اور مساجد میں آنا جائز ہے۔

جواب (ج)

حدیث مذکورہ کی توجیہ:

جو حضرات اس دور میں عورتوں کے عیدگاہ اور مساجد میں آنے کو ممنوع قرار دیتے ہیں وہ حدیث مذکورہ فی السوال کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے عورتوں کو یہ حکم اس وقت فرمایا تھا جب مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور اس حکم کی مصلحت یہ تھی عورتوں کی موجودگی سے اہل اسلام کی

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

تعداد زیادہ نظر آئے گی اور کفار و مشرکین مرعوب ہو جائیں گے، اور اب چونکہ اس کی حاجت نہیں ہے اس لئے اب عورتوں کے لئے بھی مساجد میں آنا صحیح نہیں ہے۔

جواب (د)

حائضہ کے عیدگاہ سے الگ رہنے کی وجہ:

واضح رہے کہ حدیث مذکورہ فی السوال میں حائضہ کو عیدگاہ سے الگ رہنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اس لئے ہے کہ حائضہ عورت کے لئے محل صلاۃ میں بوقت صلاۃ داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

کیا عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے؟:

واضح رہے کہ عیدگاہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۳۴﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۳۴﴾

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِقَالَتْ: سَأَلَتْ اِمْرَاةٌ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ فَقَالَتْ أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ لَقَدْ كُنَّا نَحِيْضُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى اللّٰهِ عليه وسلمَ فَلَا نَقْضِيْ وَلَا نُؤمَرُ بِالْقَضَاءِ۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) بتائیں کہ سوال کرنا جرم تو نہیں ہے پھر سوال کرنے والی پر حضرت عائشہؓ نے حروریہ ہونے کا الزام کیوں عائد کیا (ج) نیز یہ بھی بتائیں کہ حروریہ کون لوگ تھے، حیض کے مسئلہ میں ان کا کیا نظریہ تھا، جواب سوچ کر تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت معاذۃ عدویہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے معلوم کیا کہ کیا حائضہ عورت نماز کی قضاء کرے گی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تو حروریہ ہے ہمیں رسول اللہ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حیض آتا تھا اور ہم نماز کی قضاء نہیں کرتے تھے اور نہ ہمیں نماز کی قضاء کا حکم ہوتا تھا۔

جواب (ب)

حضرت عائشہؓ نے سائلہ کو حروریہ کیوں کہا؟:

یہاں ایک اہم اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سوال کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے پھر سوال کرنے والی اس عورت پر حضرت عائشہؓ نے بغیر کسی تحقیق کے حروریہ ہونے کا الزام کیوں عائد کیا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جناب اس زمانے اس فرقہ کا عروج تھا اور اس طرح کے سوالات عام طور پر اسی فرقہ کے لوگ کرتے تھے پس حضرت عائشہؓ کو اس سائلہ کے سوال کرنے سے ایسا لگا کہ وہ بھی اسی فرقہ سے متعلق ہے اس لئے آپ نے اس کو حروریہ فرما دیا، اور یہ کوئی الزام نہیں تھا بلکہ ایک طرح کا سوال تھا جس کا حاصل یہ تھا کہ کیا تم حروری عورت ہو جو اس طرح کا سوال کر رہی ہو، یہ سوال تو حروری لوگ کرتے ہیں۔

جواب (ج)

حروریہ سے کون لوگ مراد ہیں؟:

واضح رہے کہ حروری سے خارجی لوگ مراد ہوتے ہیں، ان لوگوں کو حروری اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کوفہ کے قریب حوراء نامی جگہ پر اجتماع کر کے حضرت علیؓ کے خلاف خروج کیا تھا اور پھر باطل عقائد اختیار کر کے ایک باطل فرقہ بن گئے تھے، اور عقائد اسلام کے خلاف بہت سے باطل عقیدوں کو اختیار کر لیا تھا، چنانچہ ان باطل عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ تھا کہ حائضہ عورت جس طرح ایام حیض کے روزوں کی قضا کرتی ہے اسی طرح اس پر ایام حیض کی متروکہ نمازوں کی قضاء کرنا بھی لازم ہے۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

﴿سوال ۳۵﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۴۹﴾

عن أبی سعیدؓ أَنَّ رَجُلَیْنِ تَیَمَّمَا وَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَا مَاءً فِی الْوَقْتِ فَتَوَضَّأَ اَحَدُهُمَا وَعَادَ لِصَلٰوتِهٖ مَا كَانَ فِی الْوَقْتِ وَلَمْ یَعد الآخرُ فَسَألا النبیَّ صلی اللّٰهُ علیه وسلم فَقَالَ للذی لم یعد أصبتَ السُّنَّةَ وأجزاتکَ صلٰوتکَ وَقَالَ للآخرِ اَمَا أنت فلک مثل سهم جمع۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) مختصر مطلب بیان کریں (ج) ''أصبت السنة'' اور ''ذلک اسهم جمع'' کی تشریح کریں (د) اگر اس مسئلہ میں کچھ اختلاف ہو تو اس کو بھی تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے تیمّم کر کے نماز ادا کی، پھر (اسی) نماز کے وقت کے اندر انہیں پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کر لیا اور دوسرے نے نہیں کیا، پھر یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپؐ سے مسئلہ معلوم کیا تو آپ علیہ السلام نے اس شخص سے جس نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا فرمایا کہ تم نے سنت پر عمل کیا اور اس شخص سے جس نے وضو کر کے اعادہ کر لیا تھا فرمایا کہ تمہارے لئے جمع کا (یعنی دوہر) ثواب ہے۔

جواب (ب)

مطلب الحدیث:

اس حدیث شریف میں حضرت ابوسعید خدریؓ نے دو آدمیوں کا واقعہ بیان کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں نے (ایک مرتبہ) نماز کا وقت ہونے پر پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمّم کر کے نماز ادا کر لی اور پھر اتفاق کی بات ان دونوں کو اسی نماز کے وقت میں پانی دستیاب ہو گیا، پانی ملنے پر ان میں سے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ایک نے وضو کر کے اپنی نماز کا اعادہ کر لیا اور دوسرے نے نہیں کیا، پھر یہ دونوں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے پورا واقعہ بیان کر کے مسئلہ معلوم کیا تو آپ علیہ السلام نے ان سے جنھوں نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا فرمایا ''أصبت السنة'' تم نے حکم شرعی کے مطابق عمل کیا ہے، یعنی تم جس حالت میں تھے اس وقت شریعت کا حکم یہی تھا جو تم نے کیا ہے کہ پانی نہ ملنے پر تیمّم کر کے نماز ادا کر لی اور جب پانی ملا تو اس نماز کا اعادہ نہیں کیا، اور جنھوں نے نماز کا اعادہ کیا تھا ان سے فرمایا کہ ''ما أنت ذلک سهم جمع'' تمہارے لئے دوہرا ثواب ہے، یعنی ایک تو نماز کو اس کے وقت پر پڑھنے کا ثواب ہے اور دوسرا پانی ملنے پر وضو کر کے نماز ادا کرنے کا ثواب ہے۔

جواب (ج)

أصبت السنة اور ذلک اسھم جمع کی تشریح:

قوله: أصبت السنة....

اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تیمّم کر کے نماز ادا کر لے اور پھر اسی نماز کے وقت میں اس کو پانی مل جائے تو اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس کا تیمّم کر کے نماز ادا کر لینا ہی اس کے لئے کافی اور حکم شرعی کے مطابق عمل کرنا ہے۔

قوله: ذالک سهم جمع......

اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص تیمّم کر کے نماز ادا کر لے اور پھر اسی نماز کے وقت میں اس کو پانی مل جائے اور صحیح مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے اجتہاد سے وضو کر کے دوبارہ نماز ادا کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا ایک تو نماز کی ادائیگی کا اور دوسرا اجتہاد کرنے کا، یہ بات الگ ہے کہ اس کا یہ اجتہاد حکم شرعی کا مطابق نہیں ہے، لیکن اجتہاد کا ثواب اس کو ضرور حاصل ہوگا۔

جواب (د)

کیا اس مسئلہ میں اختلاف ہے؟:

واضح رہے کہ مذکورہ حدیث شریف کے جملہ ''أصبت السنة'' کی بنیاد پر تمام فقہاء اور أئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص تیمّم کر کے نماز ادا کر لے اور پھر اس نماز کے

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

وقت ہی میں اس کو پانی مل جائے تو اس پر وضو کر کے نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے، البتہ تھوڑا سا اختلاف اس بات میں ہے کہ اگر تیمّم کر کے نماز شروع کرنے کے معاً بعد پانی مل جائے تو جمہور فقہاء کے نزدیک یہ نماز صحیح ہے، نمازی کے لئے پانی ملنے کی وجہ سے اس نماز کو ترک کرنا جائز نہیں ہے، اس کے برخلاف حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ایک روایت میں حضرت امام احمدؒ بن حنبل کا قول یہ ہے کہ پانی ملنے کے بعد اس شخص کا تیمّم باطل ہو جائے گا، اور اس کے لئے وضو کر کے از سر نو نماز ادا کرنا ضروری ہوگا۔

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

﴿سوال ۳۶﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۵۰﴾

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى اللّٰه عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَصَلّٰى ثُمَّ اضْطَجَعَ وَرَقَدَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، مختصر۔

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں (ب) نیند ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں ائمہ کے مذاہب کی وضاحت کر کے بتائیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نوم ناقض وضو کیوں نہیں ہے؟ جواب سوچ کر تحریر کریں (ج) نیز دیگر نواقضات کا انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے حق میں کیا حکم ہے؟ اس کا جواب بھی تحریر کریں۔

جواب (الف)

ترجمۃ الحدیث:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی، میں آپ علیہ السلام کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا پس آپ علیہ السلام نے (نماز کے دوران ہی) مجھے اپنی داہنی جانب کر لیا، پھر آپ علیہ السلام لیٹے اور سو گئے پھر (اس کے بعد) مؤذن آیا (اور آ کر آپ علیہ السلام کو نماز کی خبر دی) چنانچہ آپ

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

علیہ السلام نے نماز ادا کی اور وضو نہیں کی۔ (یہ روایت یہاں مختصر بیان کی گئی ہے)

جواب (ب)

نیند ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں أئمہ کے مذاہب کی تفصیل:

نیند ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں فقہاء کرام کے تین مذاہب ہیں......

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرات أئمہ اربعہ اور جمہور علماء کا ہے ان حضرات کے نزدیک نیند بذات خود ناقض وضو نہیں ہے البتہ خروج ریح کے مظنہ کی بنیاد پر اس کو ناقض وضو مانا گیا ہے۔

واضح رہے کہ خروج ریح کا مظنہ چونکہ معمولی نیند سے پیدا نہیں ہوتا ہے اس لئے أئمہ اربعہ اور جمہور فقہاء کے نزدیک نماز کی ہیئت پر سو جانا ناقض وضو نہیں ہے، ہاں اگر کوئی لیٹ کر سو جائے اور نیند غالب آجائے تو پھر چونکہ ریح کے نکلنے کا امکان ہوتا ہے اس لئے اس صورت میں یہ ناقض وضو ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، اور حضرت ابو مجلزؒ وغیرہ کا ہے ان حضرات کے نزدیک نیند مطلقاً (خواہ لیٹ کر ہو یا نماز کی ہیئت پر) ناقض وضو نہیں ہے۔

مذہب سوم:

تیسرا مذہب حضرت امام حسن بصریؒ، امام ابن شہاب الزہریؒ، اور امام اوزاعیؒ وغیرہ کا ہے ان حضرات کے نزدیک نیند خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ مطلقاً ناقض وضو ہے۔

انبیاء کرام کی نیند ناقض وضو کیوں نہیں ہے؟

واضح رہے کہ انبیاء کرام کی نیند ناقض وضو نہیں ہے، اور انبیاء کے حق میں اس کے ناقض وضو نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء کی صرف آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا ہے، جس کی وجہ سے ان پر نیند کا ایسا غلبہ جس سے انفتاح مفاصل ہو جائے نہیں ہوتا ہے، پس بایں وجہ انبیاء کی نیند ناقض وضو نہیں ہے۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

جواب (ج)

انبیاء کے حق میں دیگر نواقضات کا کیا حکم ہے؟:

واضح رہے کہ انبیاء کے حق میں دیگر نواقضات کا حکم عام لوگوں کی ہی مانند ہے، پس جس طرح بول وبراز اور ریح سے عام لوگوں کا وضو ختم ہوتا ہے ایسی طرح انبیاء علیہم السلام کا بھی ہو جاتا ہے۔ واللہ أعلم وعلمہ أتم۔

﴿سوال ۳۷﴾

﴿سنن نسائی صفحہ ۵۰﴾

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ بُسْرَةَ بنت صفوان اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ: مَنْ مَسَّ ذَکَرَهٗ فَلَا یُصَلِّی حَتّٰی یَتَوَضَّاءَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ الرَّحمٰنِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ اَبِیْهِ هذاالحدیث۔

(الف) حدیث شریف با اعراب لکھ کر ترجمہ کریں (ب) مس ذکر کے مسئلہ میں ائمہ کے مذاہب اور دلائل تحریر کریں (ج) احناف کے مذہب کی وجوہ ترجیح بھی تحریر کریں (د) نیز حضرت امام نسائیؒ نے اس روایت پر جو کلام کیا ہے اس کو بھی تحریر کریں۔

جواب الف

ترجمۃ الحدیث:

حضرت ہشام بن عروۃ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد حضرت عروۃ نے خبر دی ہے کہ حضرت بسرہؓ بنت صفوان سے مروی ہے وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص اپنے ذکر کو چھوئے وہ وضو کرے بغیر نماز ادا نہ کرے، حضرت امام نسائیؒ فرماتے ہیں ہشام بن عروۃ نے یہ حدیث اپنے والد سے نہیں سنی ہے۔

جواب (ب)

مس ذکر کے ناقض وضو ہونے میں ائمہ کے مذاہب اور دلائل:

مس ذکر ناقض وضو ہے یا نہیں اس مسئلہ میں حضرات ائمہ کرام اختلاف ہے چنانچہ اس

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

مسئلہ میں فقہاء کے دو مذاہب ہیں.......

مذہب اول:

پہلا مذہب حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام ابویوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کا ہے ان سب حضرات کے نزدیک مس ذکر ناقض وضو نہیں ہے پس اگر کسی نے وضو کر لینے کے بعد اپنا ذکر چھولیا تو وہ بغیر وضو کیے نماز ادا کر سکتا ہے۔

مذہب دوم:

دوسرا مذہب حضرت امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا ہے، ان حضرات کے نزدیک مس ذکر خواہ حائل کے ساتھ ہو یا بلا حائل کے مطلقاً ناقض وضو ہے، البتہ حضرت امام شافعیؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ اگر مس ذکر ہتھیلی کے اندرونی حصہ سے بلا کسی حائل کے ہو تو ناقض وضو ہے ورنہ ناقض وضو نہیں ہے، لیکن آپ کی مشہور اور مفتی بہ روایت پہلی ہی ہے۔

مذہب اول کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب اول کے قائلین نے اس مسئلہ میں اپنے مسلک پر حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کیا ہے، حضرت طلق بن علی ارشاد فرماتے ہیں ”قدمنا علی نبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فجاء رجل کانہ بدوی فقال یا نبی اللّٰہ ما تری فی مس الرجل ذکرہ بعد ما یتوضأ فقال (رسول اللّٰہ) صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ھل ھو الا مضغة منہ او بضعة منہ“ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اتنے میں ایک شخص آیا جو دیکھنے میں بدو لگتا تھا اس نے معلوم کیا کہ اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس شخص کے متعلق کیا ارشاد فرماتے ہیں جو وضو کر لینے کے بعد اپنے شرم گاہ کو چھولے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ (شرم گاہ) بھی تو تمہارے بدن کا ایک ٹکڑا ہی ہے۔

اس روایت سے ان حضرات کا اپنے مسلک پر استدلال کرنا بالکل واضح ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے انسان کی شرم گاہ کو انسان کے بدن کا ایک حصہ قرار دیا

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

ہے پس جس طرح بدن کے کسی اور حصہ کو چھونے سے وضونہیں ٹوٹتا اسی طرح ذکر کو چھونے سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔

مذہب دوم کی دلیل اور وجہ استدلال:

مذہب دوم کے قائلین نے اس مسئلہ میں اپنے مسلک پر ان احادیث واثار سے استدلال کیا ہے جن میں مس ذکر کے بعد وضو کرنے کا حکم وارد ہوا ہے، ان روایات میں سب سے مضبوط روایت سوال میں ذکرکردہ روایت ہے، اس روایت میں صراحت کے ساتھ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد مذکور ہے "من مس ذکرہ فلایصلی حتی یتوضاء" جوشخص اپنے ذکر کو چھولے اسے چاہئے کہ وضو کرے۔ پس یہ حضرات اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے اس بات کے قائل ہیں کہ مس ذکر ناقض وضو ہے۔

جواب (ج)

اس مسئلہ میں احناف کے مذہب کی وجوہ ترجیح:

واضح رہے کہ اس مسئلہ میں احناف کے مسلک کی وجوہات ترجیح احادیث کی شروحات میں بہت کثرت سے موجود ہیں ان کی تفصیل سے قطع نظر صرف ایک وجہ ترجیح بیان کی جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ کو لیکر دو احادیث میں تعارض ہو جاتا ہے تو قاعدہ یہ ہے کہ پھر قیاس کی جانب رجوع کیا جاتا ہے پس یہاں بھی حضرت طلق بن علی اور حضرت بسرہ بنت صفوان کی روایات میں تعارض ہے پس یہاں بھی قیاس کی جانب رجوع کیا جائیگا اور قیاس اس مسئلہ میں احناف کے مسلک کی تائید کرتا ہے بایں طور کہ انسان کے اعضاء جب کہ ان پر کوئی ظاہری نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو یہ طاہر ہوتے ہیں ان کو چھونا آدمی کی طہارت پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے اور اعضاء مخصوصہ بھی چونکہ بالاتفاق طاہر ہیں لہذا ان کا چھونا بھی آدمی کی طہارت یعنی وضو وغیرہ پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

جواب (د)

اس روایت پر امام نسائیؒ کے کلام کی وضاحت:

واضح رہے کہ اس حدیث پر حضرت امام نسائی علیہ الرحمۃ نے یہ کلام کیا ہے کہ اس حدیث

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

کے روای حضرت ہشامؒ کا اپنے والد حضرت عروہؒ سے سماع حدیث ثابت نہیں ہے، لیکن ذہن نشین رہے کہ امام نسائیؒ کا یہ فرمانا صرف اسی حدیث کی حد تک ہے یعنی حضرت ہشامؒ کا اس حدیث میں اپنے والد سے سماع ثابت نہیں ہے، رہی اس کے علاوہ اور احادیث تو ان میں حضرت ہشامؒ کا اپنے والد سے سماع ثابت ہے۔قولہ: لم یسمع من ابیہ ھذا الحدیث: خاصةً والاسماعہ ثابت مشہور۔(۱)

﴿تم الجواب بعون الملک الوہاب﴾

اللہ رب العزت کا فضل وکرم ہے کہ آج نصف شب کے قریب ''الکلام النہائی لحل أسئلة سنن نسائی''مکمل ہوگئی، بارگاہ رب الصمد میں دعاء ہے کہ وہ اس کو قبول فرمائے۔اور مقبولیت عطاء فرمائے اور احقر اور احقر کے والدین واستاذہ کیلئے ذریعۂ نجات بنائے، آمین۔فالحمد للہ رب العالمین والسلام علی محمد المصفطی وعلی الٰہ واصحابہٖ اجمعین۔

احقر العباد
ولی اللہ اختر القاسمی (بجنوری)
خادم الحدیث النبویؐ: معہد عائشۃؓ الصدیقہ قاسم العلوم دیوبند
09837612294

(۱) المکتفیٰ بحل المجتبیٰ ۱/۵۴۹، حاشیہ سنن نسائی ۱/۵۰۔

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa

Website: NewMadarsa.blogspot.com
Telegram channel : New Madarsa